ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۵۔ فروری سنہ ۱۹۶۰ء

ہدیہ چار آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ ★ جمعۃ المبارک ۸ شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۵ فروری سنہ ۱۹۶۰ء ★ شمارہ ۳۶

آئین کمیشن کی تشکیل

پاکستان کے نئے آئین کے متعلق زعمائے حکومت کے تازہ ترین اعلانات سے تین باتیں صاف طور پر واضح ہوتی ہیں

۱۔ پاکستان کے نئے آئین کی رُوح اسلامی ہوگی

۲۔ آئین کمیشن کے قیام کا اعلان مارچ سنہ ۱۹۶۰ میں کردیا جائے گا۔

۳۔ آئین سنہ ۱۹۶۰ کے آخر تک تیار ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد جلد از جلد ملک میں جمہوری نظام بحال کردیا جائے گا۔

ہماری رائے میں پہلے اعلان کا یہ مطلب ہے کہ ہمارا نیا آئین کتاب وسنت پر مبنی ہوگا۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کردینا بے جا نہ ہوگا کہ سنہ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے جو شہرہ آفاق قرار دادِ مقاصد منظور کی تھی وہ پاکستان کے نظریہ کے عین مطابق ہے۔ اِس لئے اس کو آئین کی بنیاد بناکر آئین سازی کا کام شروع کیا جائے۔

آئین کمیشن کی تشکیل کے بارے میں ہم بارہا اپنے خیالات کا اظہار کرچکے ہیں۔ ہماری رائے میں بہترین آئین تیار کرنے کے لئے جہاں قابل ترین قانون دان اور ماہرین آئین سازی کی ضرورت ہے وہاں کتاب و سنت کے متبحّر اور جید علمائے کرام کی بھی ضرورت ہے۔ ہم نے آج تک کسی عالم کا نام دیدہ دانستہ تجویز نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ارباب اختیار کی صوابدید پر ہی چھوڑے رکھا۔ ہم آج بھی اسی اصول پر کاربند ہیں۔ صرف یہ عرض کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایسے علماءِ کرام کا اِنتخاب کیا جائے۔ جو کتاب وسنت کے عالم ہونے کے علاوہ صاحب باطن بھی ہوں۔ ایسے علماء کرام کی پاکستان میں کمی نہیں۔ لیکن اگر حکومت کی رائے میں یہاں ایسے علماءِ کرام کمیاب ہوں تو ہندوستان یا کسی دوسرے ملک سے ایسے علماء کرام کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

ہماری رائے میں آئین کمیشن کی صدارت کیلئے کسی ایسے ہی صاحب بصیرت بزرگ کا انتخاب ضروری ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کے اعمال اور اس کے ذاتی کردار کا اثر ہر چیز پر پڑتا ہے۔ آئین کمیشن کے ارکان کا اثر آئین پر پڑنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے حکومت کو اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے +

آئین سازی کے سِلسلہ میں پہلے ہی کافی کام ہوچکا ہے۔ کتاب وسنت اور قرار دادِ مقاصد کے علاوہ سنہ ۱۹۵۶ء کا آئین اور علماءِ کرام کی متفقہ سفارشات آئین کمیشن کے کام کو آسان بنانے کے لئے ممد ومعاون ثابت ہوسکتی ہیں۔ اِس لئے حکومت آئین کمیشن کو ہدایت کرے کہ وہ اپنا کام تین چار ماہ میں ختم کرنے کی کوشش کرے۔ اِس طرح سنہ ۱۹۶۰ء کے آخر تک پاکستان میں دوبارہ جمہوری نظام باسانی بحال ہوسکتا ہے۔

کاغذ کی نایابی؟

پاکستان میں اب ہر قسم کا کاغذ کافی مقدار میں تیار ہورہا ہے۔ کرنافلی ملز کئی سال سے کتاب اور کاپیوں میں استعمال ہونے والا کاغذ تیار کررہی ہے۔ گزشتہ سال سے کھلنا ملز بھی چالو ہوچکی ہے۔ اور اب اخباری کاغذ بھی تیار ہونے لگا ہے۔ دونوں ملوں کا تیار کردہ کاغذ برآمد بھی کیا جارہا ہے۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مغربی پاکستان کے دارالحکومت میں کاغذ دستیاب نہیں ہورہا۔ کرنافلی مل کا کاغذ تو کافی عرصہ سے بازار میں نہیں مِل رہا۔ اگر کہیں ملتا ہے تو اس کے دام اس قدر زیادہ ہیں کہ ہر شخص خریدنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ چند روز سے کھلنا مل کا اخباری کاغذ بھی بازار سے غائب ہوگیا ہے۔ کاغذ کے ڈیلر مل والوں اور محکمہ ریل کو اس صورت حال کے لئے ذمہ وار ٹھیراتے ہیں یا بیوپاری ڈیلروں کو ملزم گردانتے ہیں۔ کاغذ کی نایابی کے متعلق شکایات پوسٹروں اخبار و رسائل کے ذریعہ حکومت کے گوش گذار کی جاتی ہیں۔ لیکن ابھی تک حکومت نے ان شکایات کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ حال ہی میں وزیر خزانہ نے اشک شوئی کی کوشش کی ہے۔ اس طرح کاغذ کی نایابی اور گرانی کے متعلق شکایات دور نہیں ہوسکیں گی حکومت کو ان.. شکایات کی طرف سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیئے۔

ہماری رائے میں تحقیقات کرائی جائے کہ اس صورت حال کے لئے مل والے یا ڈیلر یا دونوں ذمہ دار ہیں اور آئندہ کیلئے ان شکایات کا تدارک کرنے کی تدابیر سوچی جائیں۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب

الحمدللہ۔ اب حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کی صحت بالکل ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرض کا اثر زائل ہوچکا ہے۔ لیکن کمزوری بہت زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے ابھی آپ درس قرآن مجید، خطبہ جمعہ اور مجلس ذکر میں تقریر کرنے کے قابل نہیں ہیں البتہ آپ نے خطبہ جمعہ تحریر فرمانا شروع کردیا ہے۔

حضرت ممدوح کی علالت کے بعد جتنے خطبات جمعہ "خدام الدین" میں شائع ہوئے ہیں وہ سب پہلے کے تحریر شدہ ہیں۔ زیر نظر شمارہ میں جو خطبہ شائع ہورہا ہے وہ آپ نے گزشتہ ہفتہ ہی تحریر فرماکر اشاعت کے لئے ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ خطبہ بہت مختصر ہے لیکن ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ انشاءاللہ آئندہ شمارہ میں جو خطبہ شائع ہوگا وہ حسب دستور سابق مفصل ہوگا۔

ہم نے پہلے کسی شمارے میں یہ اُمید ظاہر کی تھی کہ اس شمارہ سے شاید ہم مجلس ذکر کا عنوان دوبارہ شروع کرکے حضرت قبلہ کی تقریر ہدیۂ قارئین کرسکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا اس لئے ہماری یہ اُمید پوری نہ ہوسکی۔ ممکن ہے کہ ہمیں ابھی چند ہفتے اور اس عنوان کو حذف کرنا پڑے۔ اس کے بعد رمضان المبارک شروع ہونے والا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ رمضان شریف کے بعد یہ عنوان دوبارہ پیش ہوسکے گا۔ ۔ وماتوفیقی الا باللہ

حج کیلئے درخواستیں

ایک اِعلان میں کہا گیا ہے کہ حج سنہ ۱۹۶۰ء کے درخواست فارم مندرجہ ذیل دفاتر سے مفت دستیاب ہوسکتے ہیں۔

۱۔ صوبائی حج کمیٹی سول سکریٹریٹ لاہور

۲۔ ڈپٹی کمشنر ۳۔ کمشنر

درخواست فارم پُر کرنے کے بعد بذریعہ رجسٹری اپنے اپنے ڈویژن کے کمشنر کے نام بھیجے جائیں درخواست بھیجنے کی آخری تاریخ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۶۰ء ہے۔ قرعہ اندازی تمام ڈویژنل کمشنروں کے دفاتر میں ۲۲ فروری سنہ ۱۹۶۰ء کو صبح ۹ بجے ہوگی درخواست دہندگان اپنا واپسی کا کرایہ اور وہ رقم جو ان کو سعودی حکومت کو دینی ہوتی ہے کسی ایسے بنک میں جو زرِ مبادلہ کا کاروبار کرتا ہو جمع کرادیں اِمسال بھی دس روپے اور سو روپے کے حج نوٹ جاری ہونگے

خطبۂ یوم الجمعۃ مورخہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْد

آج دنیا میں زندہ اور باقی مذہب فقط اسلام ہے

اس کا سبب

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ کتابوں میں سے مذہب اسلام کی آسمانی کتاب "قرآن مجید" فقط محفوظ ہے اور کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ جب تک اس کی آسمانی کتاب محفوظ نہ رہے۔ اور تو اور قریب تر کی آسمانی کتاب

انجیل بھی عیسائیوں کے ہاں محفوظ نہیں رہی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر گئے ابھی ایک سو سال بمشکل گذرنے پایا تھا۔ جبکہ قسطنطین بادشاہ نے ایک نیس (کانفرنس) اس غرض کے لئے پادریوں کی بلائی تھی۔ تاکہ انجیل آسمانی ان بہت ساری انجیلوں میں سے منتخب کرکے بتلائیں۔ جو بہت سی دنیا میں پھیل گئی تھیں۔ پادریوں نے آکر سب انجیلوں کو ایک میز پر رکھ دیا اور کہا کہ اس میز کو ہلائیں۔ جو انجیل کا نسخہ سب سے پہلے گرے۔ وہ آسمانی ہے۔

اس سے معلوم ہوا

کہ پادریوں میں بھی کوئی بھی حافظ نہیں تھا۔ اور نہ کوئی پادری یہ کہہ سکا کہ میرے پاس آسمانی انجیل کا نسخہ موجود ہے۔ اور وہ واقعی اور اصلی انجیل کا نسخہ ہے۔ حالانکہ انجیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سب آسمانی کتابوں کے اخیر میں نازل ہوئی تھی۔

بخلاف قرآن مجید کے

قرآن مجید کے دنیا میں سینکڑوں حافظ ہر ملک میں موجود ہیں اور رہتے آئے ہیں۔ اگر کوئی ظالم بادشاہ بفرض محال قرآن مجید کے سب نسخے لے جائے۔ تو سینکڑوں حافظ قرآن مجید کو ایک دن میں لکھ کر پیش کر سکتے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

اللہ تعالےٰ کا ہر کام بے نظیر ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥) سورہ الحجر ع ۱۔ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اُتاری ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اپنے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی تمہارا استہزاء و تمسخر اور قرآن لانے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو اس قرآن کے اُتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اسکی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اُترا ہے۔ بدوں ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے مصئون رکھا جائیگا زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زمانہ کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں۔ پر قرآن کی صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن مجید کے پہنچانے کا حکم

(يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ٥) سورہ المائدہ ع ۱۰ پ ۶۔ ترجمہ۔ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے۔ اُسے پہنچا دے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اسکی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

رسول اللہؐ نے کافروں کو پہنچایا اس کا ثبوت

(وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ٥) سورۃ حٰم السجدہ ع ۴۔ پ ۲۴۔ ترجمہ۔ اور کافروں نے کہا۔ اس قرآن کو نہ سنو۔ اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ۔ اس سابقہ آیت سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کافروں تک پہنچا دیا تھا۔ کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن مجید سناتے تھے۔ تب وہ غل مچاتے تھے۔

اور عیسائیوں اور یہودیوں کو قرآن مجید پہنچانے کا ثبوت

(قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ج فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥) سورۃ المائدہ ع ۱۰ پ ۶۔ ترجمہ کہدو۔ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جب تک تم توراۃ اور انجیل اور جو چیز تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ قائم نہ کرو۔ ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے۔ ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔

اس سے ثابت ہوا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام قرآن یہود و نصارےٰ کو بھی پہنچا دیا تھا۔

بعثت نبویؐ کے وقت

دنیا میں تین ہی قومیں آباد تھیں۔ بت پرست اور یہود اور نصارےٰ۔ تینوں قوموں کو تبلیغ قرآن کر دی گئی۔ بالفاظ دیگر

تبلیغ اسلام کر دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ عصمت کا پورا کر دیا۔ کیونکہ آپ کو تبلیغ حق کرنے پر اللہ تعالیٰ نے عصمت کا وعدہ کیا تھا۔

اس خطبہ کی ابتداء سے اب تک جو بیان کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ جس کی دعوت مشرکین دنیا اور یہود و نصاریٰ کو دی گئی ہے۔ جس کا ثبوت ما قبل میں دیا جا چکا ہے۔

اب مسلمانوں سے کہا جاتا ہے

نمبر۱

(قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ) سورہ حم السجدہ ع ۵۔ پ۲۴۔ ترجمہ۔ کہدو (یہ قرآن) ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے۔

نمبر۲

وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ٥ سورہ الانعام ع ۲۰۔ پ۸۔ ترجمہ۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

نمبر۳

وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ٥ سورۃ الانعام ع ۱۱۔ پ۷۔ ترجمہ۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں

نمبر۴

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ٥ سورہ النحل ع ۱۲ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

نمبر۵

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ الآیہ سورۃ المائدہ ع ۷ پ۶۔ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔ سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے۔ اس سے منہ نہ موڑ۔

لہٰذا

گذشتہ اس خطبہ میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے۔ کہ اول نمبر مسلمان خود قرآن مجید کا اتباع کریں اور

قرآن مجید کا اتباع کرنے میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو پیش نظر رکھیں یہی اتباع سنت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا٥ سورۃ الاحزاب ع ۳۔ پ۲۱۔ ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ رسول اللہ کا نمونہ اختیار کرو اسی لئے میں صاف طور پر کہا کرتا ہوں کہ جو شخص بھی منکر حدیث ہے۔ وہ منکر قرآن ہے اور جو منکر قرآن ہے۔ وہ خارج از اسلام ہے۔ لہٰذا اتباع قرآن تب ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ جب اتباع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا جائے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اور اتباع قرآن نہیں ہوگا۔ مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج کے بہت سے مسائل ایسے ہیں۔ جب تک اتباع سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کریں معلوم ہی نہیں ہو سکتے۔

مسلمانوں کا فرض

نمبر۱

چونکہ آسمانی کتاب دنیا بھر میں فقط ان کے پاس موجود ہے۔ جسے قرآن مجید کے مقدس نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے اپنا معمول بہ بنائیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور قیامت کے دن حساب و کتاب ہوگا اور حساب و کتاب کی بنا انہیں دو چیزوں پر ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو پیش نظر رکھ کر کہاں تک کی تھی۔

نمبر۲

مسلمانوں میں ایسے آدمی ضرور پیدا ہونے چاہئیں جو اس قرآن کے احکام کی تعمیل کے علاوہ مسلمانوں کو تبلیغ کیا کریں۔ تاکہ مسلمان کہلاتے ہوئے کہیں قرآن مجید کی مخالفت نہ کر بیٹھیں۔ اور قیامت کے دن انہیں شرمسار نہ ہونا پڑے۔ اور تاکہ یہ مسلمان الٹا گنہگار ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ملزم نہ بنائیں اور قیامت کے دن یہ نہ کہیں "رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ" ترجمہ۔ اے رب ہمارے پاس تیری طرف سے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا۔

مبلغ دین کا طرز عمل

وہی ہونا چاہیئے جو انبیاء علیہم السلام کا ہوا کرتا تھا۔ سورہ شعراء پارہ ۱۹ میں حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ہود علیہ السلام۔ حضرت صالح علیہ السلام۔ حضرت لوط علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام سے اعلان کرایا گیا ہے کہ میں تم سے کسی قسم کا معاوضہ تبلیغ حق پہنچانے میں نہیں مانگتا۔ اور سورہ فرقان کے رکوع ۵ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا گیا ہے کہ میں تمہیں تبلیغ حق کرنے میں کسی قسم کا معاوضہ نہیں مانگتا۔ چنانچہ وہ اعلان ملاحظہ ہو۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ

اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۝ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ ط وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا ۝) -
سورہ الفرقان ع ۵ پ ۱۹ - ترجمہ - کہدو ہیں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا - مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہیے (فقط وہ میرے پاس آکر پوچھ لے اور تمہاری ضرورتیں کیسی پوری ہونگی) اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا (وہ تمہاری ضرورتیں خود بخود پوری کرے گا) اور اس کی حمد اور تسبیح کرتے رہو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے -

اس قسم کے مبلغین قرآن مجید سے تبلیغ حق پوری ہوتی ہے تاکہ دنیادار یہ عذر نہ کرسکیں کہ ہم اس خطرہ کی بنا پر نہیں سنتے تھے تاکہ ہمیں کچھ دینا نہ پڑے و ما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ سے رزق حاصل کرنیکے دو طریقے

ایک تو یہ ہے جو عام لوگ استعمال کرتے ہیں وہ "مِنْ حَیْثُ یَحْتَسِبُ" کہلاتا ہے مثلاً ایک سوداگر دو ہزار کا مال لا کر دکان میں رکھتا ہے - وہ جانتا ہے کہ لوگ ضرور آئیں گے اور اس مال کو خرید کرکے لے جائیں گے - مجھے بھی ضرور کچھ نفع دے کر ہی لے جائیں گے اور دوسرا رزق حاصل کرنے کا طریقہ "مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ" کہلاتا ہے - اسے عام اصطلاح میں توکل کہا جاتا ہے - اور یہ طریقہ عام طور پر اہل اللہ یعنی فقراء کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے - اسے توکل کہا جاتا ہے - قرآن مجید کے مبلغ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں - اس لئے انہیں دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے - و ما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

سمندری میں سالانہ تبلیغی کانفرنس

مورخہ ۲۰/۲۱ رفروری بروز ہفتہ اتوار سمندری میں سالانہ مذہبی تبلیغی کانفرنس ہورہی ہے جسمیں ملک کے نامور علما حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری - حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر و دیگر علمائے کرام اور شعرائے عظام شرکت فرمائیں گے - تمام اسلامیان علاقہ سمندری کانفرنس کو کامیاب بنا کر ثواب دارین حاصل کریں -

محمد علی جانباز ناظم تبلیغی کانفرنس سمندری ضلع لائلپور

از محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر

خدا کی بارگاہ میں

نہیں وہ باغ اسلامی نہ سایہ ہے نہ منظر ہے　　پریشانی مصیبت کا سماں دیکھو تو گھر گھر ہے
نہ دولت ہے نہ عزت ہے نہ اب وہ جاہ و حشمت ہے　　بلا ہے ناگہانی کی جہاں میں آج شہرت ہے
نہ دنیا کی ادا کوئی مجھے بھائی نہ بھاتی ہے　　نیا فتنہ نئی آفت یہ ہم پر روز لاتی ہے
یہ آزادیٔ فیشن کی کھلی ہیں ہر طرف راہیں　　کہ جن کو دیکھ کر سن کر نکلتی دل سے ہیں آہیں
یہی ہیں مشغلے ہر دم یہی ہیں ہر جگہ چرچے　　نہ آنکھیں دیکھ سکتی ہیں نہ ہیں اب کان سن سکتے
خدا فیشن کی آزادی کو اب گمنام فرمادے　　تو ساری خوبیاں اسلام کی اب عام فرمادے
وہی اسلام ہو ہر جا وہی ساری ادائیں ہوں　　وہیں امن و سکوں کی ہر طرف ساری فضائیں ہوں
وہی آرام ہو حاصل وہی سب جاہ و حشمت ہو　　وہی دولت، وہی عزت، وہی ہر سمت راحت ہو
وہی علم و عمل یارب وہی ایمان کامل ہو　　ہمارا مدعا جو ہے خدایا آج حاصل ہو
وہی شرم و حیا یارب وہی خو ہو وہی بو ہو　　وہی لذت ہو کھانوں میں وہی پھولوں میں خوشبو ہو
یہ دنیا کے ہر اک شر سے بچا لے اے خدا مجھ کو　　کہ رکھ ثابت قدم اسلام پہ یارب سدا مجھ کو

یہ بہتر لے کے آئی ہے دعا اک ہی ترے در پر
کیا آغاز جب بہتر تو کر انجام بھی بہتر

بشکریہ ماہنامہ رضوان لکھنؤ

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رح

کا نظام الاوقات

از حاجی بند الدین صاحب (رانچوی)

میں اکثر سفر میں بھی حضرت رح کے ساتھ ہوتا۔ اسی لئے میں آپ کے روزمرہ کے معمولات سے بخوبی واقف ہوں۔ آپ کے معمولات تقریباً صبح تین بجے سے شروع ہو کر رات کے بارہ بجے اختتام پذیر ہوتے آپ کا وقت زیادہ تر سفروں ہی میں گزرتا کیونکہ ہندوستان بھر کی مذہبی اور قومی جماعتوں کی ضرورتیں متواتر سفر پر مجبور کرتی رہتی تھیں۔ کسی کی دل شکنی کرنا آپ کی وسیع الاخلاق طبیعت کے لئے محال ہو جاتا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی نمازیں دوران سفر بھی باجماعت ادا ہوتی تھیں اور اسی طرح تمام معمولات

(۱) تین بجے صبح آپ تہجد کی نماز وظائف وغیرہ پڑھتے (پھر)

(۲) فجر کی نماز اور تلاوت قرآن شریف وغیرہ (اس سے فارغ ہو کر آپ)

(۳) مہمان خانہ تشریف لاتے اور مہمانوں کے ساتھ ناشتہ کرتے (پھر)

(۴) ۱۲ بجے تک دارالعلوم میں درس دیتے اور بحیثیت پرنسپل دوسرے کام دیکھتے۔

(۵) دوپہر کے کھانے کے بعد آپ تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر

(۶) ظہر کی نماز ادا ہوتی۔ اس کے بعد پھر

(۷) ڈاک اور لوگوں سے گفتگو وغیرہ۔ اس سے فارغ ہو کر۔

(۸) عصر کی نماز ادا ہوتی۔ اور پھر

۹۔ درس دیتے۔

۱۰۔ مغرب کی نماز کے بعد۔

۱۱۔ ایک سوا پارہ تلاوت فرماتے اور بیعت کا سلسلہ رہتا پھر

۱۲۔ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور

۱۳۔ عشاء کی نماز کے بعد بخاری شریف کا درس دیتے اور قریب

۱۴۔ ۱۲ بجے رات آرام فرماتے۔

دوران سفر میں سامان

(از مولانا قاضی سید محمد میاں (گلاؤٹھی))

حضرت کا سامان سفر مخصوص مگر مکمل ہوا کرتا تھا۔

ایک بستر جو ایک نہیں بلکہ دو آدمیوں تک کفایت کر سکے۔

★ ایک چمڑے کا سوٹ کیس جس میں علمی، سیاسی کتابیں، سیاسی وغیر سیاسی خطوط اور دیگر تحریرات شجرے تعویذات وغیرہ ہوتے تھے۔

★ ایک بڑی کنڈی جس میں لوٹا، ناشتہ دان، کھڑاویں، مٹی کے ڈھیلے، صابن دانی اور بعض ضروری چیزیں ہوتی تھیں۔

★ ایک صراحی گرمی کے موسم میں تو التزام کے ساتھ

سفر میں تہجد کی نماز

سفر میں عموماً چار رکعت ادا فرماتے۔ تہجد کی قرأت قدرے جہر سے ادا فرماتے آدمی غور سے سنتے تو پوری قرأت سن سکے۔ نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگتے پھر مصلے پر استغفار کرنے کے لئے بیٹھ جاتے۔ تسبیح ہاتھ میں ہوتی۔ جیب میں سے رومال نکال کر آگے رکھ لیا کرتے اس وقت رونے کا جو منظر بار بار دیکھنے میں آیا۔ وہ کسی اور وقت نہیں آیا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِی لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ جھوم جھوم کر پڑھتے جاتے۔

غیر معمولی ضبط واخفا

تفکرات کا کتنا ہی ہجوم ہو غموں کی کتنی ہی یورش ہو۔ مگر تبسم زیر لب۔ غالباً ریاض نے اسی ہستی کے بارے میں کہا تھا ؎

کانٹوں میں ہے گھرا ہوا چاروں طرف سے پھول
پھر بھی کھلا ہی پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

بے غرضی، انکساری، حلم، تواضع کی صحیح تصویر

(خدمت دین کا جذبہ)

(مولانا محمد عزیز الحسن صاحب صدیقی غازیپوری)

ضعف وناتوانی کا یہ عالم کہ اٹھنے بیٹھنے میں تکلف ہوتا۔ مگر کسی کی درخواست رد نہیں فرماتے جس نے بلایا اور جہاں تکلیف دی تشریف لے جاتے تھے نہ یہ مطالبہ کہ فلاں درجہ میں سفر کریں گے۔ اور نہ یہ خواہش کہ یہ کھائیں گے اور وہ نہیں کھائیں گے۔ خدام کی یہ درخواست کہ حضور والا عام طور سے سفر سے احتراز فرمائیں اور خاص خاص موقعوں پر تکلیف گوارا فرمائیں۔ لیکن سفر اب بھی اسی شان کے ساتھ ہو رہا ہے۔ کہیں ٹرین کے ذریعہ اور کہیں رکشا اور یکہ کے ذریعہ اگر کچھ نہیں تو بیل گاڑی پر ہی منزلیں طے ہو رہی ہیں۔ ضرورت پڑی تو پیدل بھی چل رہے ہیں۔ اللہ اللہ ایک ہم کہ ایک قدم چلنا عار سمجھتے ہیں ؎

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے۔

اللہ والوں کی یہی پہچان ہے کہ دین کی سربلندی کے لئے ہر تکلیف خندہ پیشانی کے ساتھ اٹھا لیتے

ایک دلچسپ واقعہ

حضرت مولانا سید فرید الوحیدی صاحب

چند حضرات کسی گاڑی سے تشریف لائے حضرت رح کو مدعو کرنا چاہا۔ حضرت رح کے عذر فرمانے انہوں نے اصرار اور زیادہ کر دیا۔ حتیٰ کہ صورت حال یہ ہو گئی کہ جوں جوں حضرت رح کے اعذار مدلل ہو جاتے تھے۔ ان حضرات کا بلا دلیل اصرار بڑھتا جاتا آخر حضرت رح نے کسی قدر بلند آواز میں فرمایا۔ کہ آپ چاہتے ہیں؟ کیا ملازمت چھوڑ دوں اسی طرح مارا مارا پھروں۔ ان حضرات نے نہایت پختگی سے فرمایا

" ملازمت چھوڑ دے یا نہ چھوڑ،
مار دے چاہے گاڑ دے
مگر نجیب (حضرت) ہم تو تجھے لے ہی کے ٹلیں گے"

مسکرا کر ان سے وعدہ فرمایا۔ اور مقررہ تاریخ ڈائری میں نوٹ کر کے انہیں ہنسی خوشی رخصت کیا۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ۝

ترجمہ۔ (اللہ والے) وہ بندے ہیں جب انھیں رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے

تشریح مضامین سورۂ قریش

فرائض علمائے کرام و صوفیائے عظام

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی **امّا بعد**
رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ

سورۂ قریش

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اٖلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ ۝
الَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۝ وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

ترجمہ

چونکہ (خدائے تعالیٰ نے) قریش کو جاڑے اور گرمی کے سفروں کی اُلفت لگا دی ہے تو ان کو چاہیئے (کہ اسی محبت لگا دینے کی وجہ سے) اس خانہ (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں۔ جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا۔ اور خطرہ سے انھیں محفوظ رکھا۔

احادیث متعلقہ قریش

(۱) سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قریش کی ذلت کا ارادہ کرے گا اس کو اللہ ذلیل کرے گا۔ (رواہ الترمذی)

(۲) عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ پہلے قریش کو تونے عذاب چکھایا (یعنی قحط سالی جو حضور سراپا نور کی بد دعا کے باعث ان پر نازل ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ قریش مکہ معظمہ نے جانوروں کی کھالیں اور مردار بھی کھالئے) اب ان کے پچھلوں کو تو عطا (انعام) چکھا (اخرجہ الترمذی)

(۳) اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اٖلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ اے قریش کی جماعت تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ اس گھر کے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں بھوک میں کھانا کھلایا۔ اور تمھیں خوف سے محفوظ رکھا۔

تفصیل مضامین سورۃ

جائے وقوع بیت اللہ

بیت اللہ الحرام ایسی جگہ واقع ہے جہاں زمین سرسبز و شاداب نہیں ہے بلکہ پہاڑ یا ریگستان ہے۔ قریش اپنے جد امجد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے جائے قیام کے باعث اس جگہ کو ساری دنیا پر ترجیح دیتے تھے۔ اور خانہ خدا کی مجاوری کی وجہ سے سارے عرب میں ممتاز و معزز و برگزیدہ سمجھے جاتے تھے اس لئے بھی یہ جگہ ان کے حق میں باوجود بے آب وگیاہ ہونے کے بہترین تھی۔

کسب معاش

قریش کے لئے کسب معاش کا سوائے تجارت کے کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے سردی میں یمن اور گرمی میں شام کا سفر تجارت کیا کرتے تھے۔

امن تام

باوجودیکہ بعثت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پہلے سارا عرب غارتکدہ تھا۔ ہر چہار طرف جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا دور دورہ تھا۔ بایں ہمہ قریش کے لئے ملک بھر میں امن تام حاصل تھا۔ ان کے مال و اسباب کے بھرے ہوئے قافلے شام و یمن سے بخیر و عافیت مکہ معظمہ میں پہنچ جاتے تھے۔ کیا مجال کہ کوئی شخص ان کے قافلوں کی طرف نگاہِ بد سے دیکھے۔ یہ امن و عزت محض بیت اللہ الحرام کی جاروب کشی کے باعث تھی۔ اگر انھیں خدمتِ بیت اللہ الحرام کا شرف نصیب نہ ہوتا۔ تو نہ امن ملتا (جو کہ ساکنین حرم ہونے کے باعث حاصل تھا) اور نہ بخیر و عافیت ان کے قافلے یمن و شام سے واپس آتے اور نہ ضروریات زندگی پوری ہوتیں۔

عِلم التذکیر

اسوۃ المحققین شیخ المحدثین شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں علوم القرآن کی پانچ قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ علم الاحکام۔ علم المناظرہ۔ علم التذکیر بآلاء اللہ۔ علم التذکیر بایّام اللہ۔ علم التذکیر بما بعد الموت۔

تذکیر بآلاء اللہ

تذکیر بآلاء اللہ سے یہ مراد ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو کوئی احسان جتلا کر تعمیل حکم کے لئے آمادہ فرماتے ہیں چنانچہ سورۃ قریش میں اللہ تعالےٰ نے دو احسان قریش کو یاد دلائے اور اپنی عبادت کی طرف متوجہ فرمایا۔

پہلا انعام یہ ہے کہ تمہیں فاقہ مستی سے بچایا۔ اور بے آب و گیاہ زمین میں رزق پہنچایا۔ دوسرا یہ کہ بدنظمی اور طوائف الملوکی کے زمانہ میں تمہاری جانوں اور مالوں کو ہر ایک خطرے سے محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ کسی کے باپ کا قاتل بھی تمہاری حدِ حرم میں داخل ہو جاتا۔ تو بھی عظمت حرم کے باعث مامون و مصئون رہتا۔ جب تک حدّ حرم سے باہر نہ جاتا۔ اُسے اُف تک نہ کہا جاتا۔

فرض منصبی قریش

جاروب کشی بیت اللہ الحرام کے باعث جب تم پر اس قدر انعامات ہوتے آئے ہیں تو اب تمہارا فرضِ منصبی ہے کہ (فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ) اس خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرو۔ جس کے گھر کے تم مجاور ہو اور جب اس رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی طرف سے سیّد المرسلین، خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام پیغام ہدایت لاتے ہیں تو تمہارا فرض اولین ہے (کہ ربّ البیت) کی نعمتوں کا شکریہ بجا لاؤ۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے توحید پر سب سے پہلے لبّیک کہو۔ اور علم توحید (لا الٰہ الا اللہ) کو اپنے کندھوں پر اٹھاؤ۔ اور اس قدر کمر ہمت باندھو کہ ساری دنیا میں نور توحید پھیل جائے اور ہر ذرہ زمین سے صدائے توحید بلند

ہونے لگے اور ہر فرد بشر کا دل نغمۂ توحید سے مسرور ہو کر محو حیرت ہو جائے۔

شعائر اللہ

شعار اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی قوم کی علامتہ خاصّہ ہو۔ جس کے دیکھنے سے فوراً ذہن کا انتقال اس طرف ہو جائے کہ یہ شخص فلاں قوم کا فرد ہے۔ مثلاً ہندوستان میں ہندوؤں کا شعار سر پر چٹیا رکھنا ہے۔ اسوۃ المحققین شیخ المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں چار چیزیں شعائر اللہ میں شمار فرمائی ہیں۔ کتاب اللہ بیت اللہ رسول اللہ صلوٰۃ۔ شعائر اربعہ میں سے تین کے تو اسماء گرامی ہی سے ذات باری جل مجدہ کی طرف فوراً ذہن کا انتقال ہو جاتا ہے اور شعار رابع یعنی نماز کی ہیئت کذائی اور اس کے الفاظ کے مطالعہ کرنے سے ہر عقلمند کا ذہن سلیم فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) اور دعا مسنونہ افتتاح (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ) کے الفاظ سننے ہی سے سامع سمجھ جاتا ہے۔ کہ مُصلّی (نمازی) اپنے رب کو یاد کر رہا ہے اور جب مُصلّی رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد کر رہا ہے تو ہر سننے والا یہی سمجھے گا کہ یہ اپنے مالک ذوالجلال والاکرام کے حضور میں سر جھکا کر اپنی ذلت اور اس کی عظمت کے گن گا رہا ہے۔

الاعتبار والتاویل

جس طرح قریش شعائر اللہ میں سے بیت اللہ الحرام کے مجاور و محافظ تھے۔ اور اسی عہدہ جلیلہ کے باعث رب البیت کی عبادت اور اس کے پیغامبر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی حمایت ان کا فرض منصبی قرار دی گئی تھی۔ بعینہٖ اسی طرح علماء کرام اور صوفیائے عظام اللہ تعالیٰ کے دو شعائروں کے محافظ ہیں۔ ایک کتاب اللہ دوسرا رسول اللہ۔ کتاب اللہ کی حفاظت تو ظاہر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سے مراد محافظت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آنحضور سراپا نور فداہ ابی و امی کا ارشاد ہے۔ مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ اَحْیَانِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (رواہ الترمذی) ترجمہ:۔ جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا۔ پس بیشک اس نے مجھے زندہ کیا۔ اور جس نے مجھے زندہ کیا۔ وہ میرے ساتھ بہشت میں رہے گا (انتہیٰ)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ محافظ سنت نبوی محافظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور تارک سنت نبوی مخالف رحمتہ للعالمین ہے

جامعیۃ رحمتہ للعالمین

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع علم وعمل تھے۔ حضور اقدس سے بڑھ کر نہ کوئی علم الٰہی کا بڑا عالم تھا اور نہ ہی اس نور مقدس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی پیکر عمل تھا گویا کہ آپ مجسمۂ تعلیم قرآن تھے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد ہے وہ فرماتی ہیں كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ۔ ترجمہ: حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا جسے قرآن نے خلق عظیم سے تعبیر کیا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اسی لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (سورۃ الاحزاب) ترجمہ:۔ تمہارے لئے رسول اللہ بہترین نمونہ ہیں (یعنی) اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن پر یقین کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنا چاہتا ہے (انتہیٰ)

جامعیۃ امت بلا واسطہ

سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت دو قسموں میں منقسم ہے۔ امت بلا واسطہ (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) امت بالواسطہ (بعد از صحابہ کرام) امت بلا واسطہ (صحابہ کرام) بفضلہ تعالیٰ صحبت محمدی کے باعث دونوں نعمتوں سے سرفراز کی گئی۔ وہ حضرات بھی جامع علم وعمل تھے ان کے بعد نہ ان جیسا کوئی علم الٰہی کا عالم پیدا ہوا نہ رموز و نکات نبوّیہ کا ایسا محرم راز دنیا نے دیکھا اور نہ ان جیسا کوئی مجاہد، غازی، سرفروش، قاضی، مفتی، زاہد صوفی پیدا ہوا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اس جامعیت کی علت اصلیہ ان کی فطرۃ سلیمہ اور انوار محمدیہ کا ان کے قلوب پر براہ راست پڑنا تھا۔ بقول شخصے مصرعہ:۔ بے میوہ زمیوہ رنگ گیرد۔ حضور سراپا نور فداہ ابی و امی کی صحبت نے ان کے اندر خزائن الٰہیہ کے وہ جواہر بھر دیئے تھے کہ نور محمدی نے جب گنبد خضرا میں منہ چھپایا۔ اور صحابہ کرامؓ نے جب دریائے محمدی سے چنے ہوئے موتی دنیا کی منڈی میں نکال کر رکھے تو ساری دنیا کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ جو لوگ سرمایہ ایمانی سے ان موتیوں سے جھولی نہ بھر سکے وہ اس نور کی تاب نہ لا کر چمگادڑ کی طرح سلطنتوں سے بھی دست بردار ہو کر اندھیروں میں جا چھپے۔ اور ہمیشہ کی موت مر گئے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ الآیۃ ترجمہ:۔ اور عزت سارا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لئے ہے۔ (انتہیٰ)

تقسیم عمل

مسلمان جوں جوں اس پاک اور مبارک زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتے گئے، جامعیۃ کا رنگ پھیکا پڑتا گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے ملک میں موجودہ وقت میں علم وعمل میں اکثر جگہ میں تفریق نظر آتی ہے۔ عموماً علماء بے عمل اور زاہد و صوفی جاہل ہیں۔ پہلی جماعت کتاب و سنت کے الفاظ پر عبور کو انتہائی کمال تصور کرتی ہے۔ دوسرا گروہ تارک الدنیا بننا۔ طمع و حرص سے خالی ہونا۔ سادہ خوراک۔ سادہ پوشاک اپنی غایت تقویٰ سمجھتا ہے۔

اگرچہ کتاب و سنت سے انہیں مَس بھی نہ ہو۔ لیکن باوجود جاہل ہونے کے ہادی خلق اور مرشد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بنے بیٹھے ہیں اللھم احفظنا من شرور انفسنا واھدنا الصراط المستقیم

اعتذار

عنوان سابق میں جو کچھ عرض کیا گیا۔ وہ دونوں گروہوں کے ناقص افراد کے متعلق تھا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت آج تک ساری کی ساری نہ مردہ ہوئی ہے۔ نہ ہے اور نہ ہوگی۔ آج بھی بفضلہ تعالیٰ علم وعمل نبویؐ کے جامع افراد سطح دنیا پر موجود ہیں۔ ان حضرات میں سے جن پر علمی رنگ غالب ہے وہ عالم ربانی کہلاتے ہیں۔ اور جن پر باوجود کتاب و سنت کے عالم ہونے کے زہد و تقوے اور تزکیۂ نفس کا رنگ غالب ہے تو وہ اللہ والے صوفی کہلاتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ منصب محمدی یعنے منصب رسالت کسی شخص کو بعد میں نہیں مل سکتا کیونکہ حضور سراپا نور کے بعد دروازہ نبوت بند ہو چکا ہے۔ اب جو شخص نبوۃ و رسالت کا دعوے کرے۔ امت محمدیہ اسے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رقیب و دشمن تصور کرتی ہے۔ لیکن انوار محمدیہ۔ برکت محمدی جرأت محمدی۔ فیضان محمدی کے حامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

اور انہیں مقدس ہستیوں کے دم سے اسلام کا نور، اس کی عزت، اس کے خصائص و محاسن دنیا میں زندہ رہے ہیں اور قیامت

تک رہیں گے۔

ربانی علمائے کرام و صوفیائے عظام کی زندگی کا نصب العین

جس طرح قریش شعائر اربعہ میں سے بیت اللہ الحرام کے محافظ تھے۔ اسی بنا پر ان کی عزت کی جاتی تھی۔ انہیں تحائف پیش کئے جاتے تھے۔ ان کی دعوتیں کی جاتی تھیں۔ اور ان کی جان و مال سے کوئی تعرض (چھیڑ چھاڑ) نہیں کیا جاتا تھا۔ ان انعامات کی بنا پر عبادت الٰہی کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمبر اول حمایت کرنا ان کا فرض منصبی قرار دیا گیا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح جب علماء کرام و صوفیائے عظام کی عزت اور دعوتیں اور نذرانے اس لئے ادا کئے جاتے ہیں کہ یہ لوگ دین الٰہی کے محافظ ہیں۔ جو روپیہ مسلمانوں کو خزانہ الٰہی میں داخل کرنا ہو وہ ان لوگوں کی جیبوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور یہی خیال کیا جاتا ہے کہ بس یہ روپیہ خزانہ الٰہی میں پہنچ گیا۔ لہٰذا ان حضرات کا اولین فرض یہ ہے کہ خدمت دین الٰہی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ ان کے دل و دماغ دین الٰہی کی نشر و اشاعت میں مصروف رہیں۔ ان کی قوت گویائی اعلائے کلمۃ اللہ میں صرف ہو۔ ان کی قوت شنوائی مرضیات الٰہی کی طرف متوجہ ہو۔ ان کے پاؤں کی قوت مشی (چلنا) اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مسافت طے کرنے میں ممد و معاون بنے

رفع عذر

باقی رہا معاش کا سوال۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ توکل کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ تمام خداداد قوتوں کو انسان اللہ کے دین متین کی خدمت میں صرف کر دے اور کسب معاش کے لئے بھی وقت نہ نکال سکے۔ ایسے متوکلین کی امداد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خاص طور پر ہدایت فرمائی ہے۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:۔ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا۔ ترجمہ: ان فقراء کو دو جو اللہ کی راہ میں بند کئے گئے ہیں۔ زمین میں سفر نہیں کر سکتے۔ (یعنے اس مصروفیت کے باعث کمانے کے لئے وقت نہیں نکال سکتے) اپنی حاجت کے اظہار نہ کرنے کے باعث ناواقف انہیں غنی سمجھتا ہے۔ آپ ان کو ان کی علامت سے پہچان لیں گے۔ وہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرتے۔ انتہٰی۔

اول تو مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ ایسی مقتدر اور اللہ والی ہستیوں کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں۔ اس مد سے اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہونے والوں کی ضروریات پوری ہوں گی۔ اور بالفرض والتقدیر اگر ان کے گردوپیش ایسے بابصیرت انسان موجود نہ ہوں جو اپنے فرض منصبی کو سمجھ سکیں اور ضروریات معاش میں ان کا ہاتھ بٹائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی امداد کا ایک دوسرا طریقہ بھی ہے۔ وہ یہ ہے:۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورہ طلاق) ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت کے پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ جہاں اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو۔ انتہی۔

قسم اول کی توکل کے لئے شرعًا عامۃ الناس مامور نہیں ہیں یہ خواص کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہے عطا فرمائے

توکل قسم دوم یہ ہے کہ انسان اسباب عالم میں ہاتھ ڈالے۔ تمام وسائل و ذرائع مقصد کو اول سے لے کر آخر تک طے کر جائے۔ باوجود ان دوسری سعی تام اور جدوجہد کے نتیجہ کا برآمد ہونا مدبر حقیقی جل مجدہٗ و عز اسمہ کے قبضہ میں سمجھے۔ یہی خیال رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو نتیجہ نکل آئے گا۔ اور اسے منظور نہ ہوا تو کہیں نہ کہیں اس سعی میں ایسا خلل واقع ہوگا کہ نتیجہ بجائے مثبت کے منفی ہو جائے۔ اگر ربانی علمائے کرام اور صوفیائے عظام توکل قسم دوم کو اختیار فرمائیں۔ یعنی خدمت دین الٰہی کو اپنا نصب العین بنائے اور اپنے اوقات عزیزہ اس میں صرف کرنے کے باوجود حصول معاش کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ تجارت۔ زراعت۔ صنعت و حرفت وغیرہ اختیار کریں تو اس میں کوئی عیب نہیں۔ بلکہ یہ مسلک بھی انبیاء علیہم السلام کی سنت سے ثابت ہے۔

الحاصل

حاصل یہ ہے کہ سورۂ قریش سے اعتبارًا و تاویلًا ربانی علماء کرام و صوفیائے عظام کا فرض منصبی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ حضرات اشاعت کتاب و سنت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیں اپنے اوقات عزیزہ یعنی اپنی زندگی کا بہترین حصہ اس کام کے لئے وقف کریں۔ پھر خواہ توکل قسم اول اختیار کریں یا قسم دوم۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات کا کفیل ہوگا۔ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۝

اشاعت کتاب و سنت کا صحیح معیار

اگر مستفیدین کتاب و سنت کے اقوال و افعال میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا رنگ نظر آ رہا ہو۔ جو کہ ان حضرات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کتاب اللہ سے چڑھا تھا تو سمجھا جائے گا کہ یہ تعلیم محمدی ہے۔ اور اگر آثار و قرائن اس کے خلاف ہوں تو کہنا پڑے گا کہ صورت اگرچہ تعلیم قرآن کی ہے لیکن حقیقت میں تعلیم ضلالت و ظلمت ہو رہی ہے يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور اسی قرآن کے ذریعہ بہتوں کو ہدایت کرتا ہے اور اس قرآن سے سوائے فاسقوں کے اور کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔

لہٰذا علماء و زہاد کا فرض ہے کہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں اس پاک و مبارک اسوۂ حسنہ صحابہ کرامؓ کو پیش نظر رکھیں وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم پر قرآن کا اثر

مشتے نمونہ از خروارے

۱۔ معبودان ماسوای اللہ سے منہ موڑا	ایک خدائے قدوس وحدہ لاشریک سے تعلق جوڑا
۲۔ اتباع ہوا کو چھوڑا	اتباع نبی کریمؐ کو مقصد زندگی بنایا
۳۔ انانیت۔ غرور۔ تکبر سے توبہ کی۔	بے نفسی۔ منکسر المزاجی۔ مساوات کو اپنا شعار بنایا
۴۔ حسد۔ کینہ۔ بغض سے متنفر ہوئے۔	ایثار اور صاف دلی کو تمغہ امتیاز بنایا۔
۵۔ لعنت اختلاف کے جوئے کو اتار پھینکا۔	رشتۂ اتحاد میں پروئے گئے۔
۶۔ دوسرے مسلمانوں کے عیوب سے نظر ہٹ گئی	اپنے عیب و ثواب پر نظر پڑ گئی۔
۷۔ تعیش دنیاوی نظر سے گر گیا	عزت آخرت نظر میں جچ گئی۔
۸۔ ریاء دل سے نکل گیا	اخلاص دل میں بھر گیا
۹۔ سستی و کاہلی کافور ہو گئی	قوائے عملیہ میں سیماب کی طرح ایک بیقراری اور ہیجان پیدا ہو گیا
۱۰۔ بداخلاقی سے ہٹ گئے	پیکر اخلاق حمیدہ بن گئے
۱۱۔ طوائف الملوکی سے تائب ہوگئے۔	علم رسالت و خلافت کے نیچے جمع ہوگئے

اللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ وَوَفِّقْنَا لِاشَاعَةِ قُرْآنِكَ الْكَرِيمِ وَاحْفَظْنَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

آمین یا ارحم الراحمین

کام کی باتیں

(از جناب عبدالحمید صاحب شجاع آبادی)

* ایمان زبان سے اقرار کرنا دل سے تصدیق کرنا اعضاء سے عمل کرنا ہے۔
* عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے۔ فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد کرنا ہے۔
* تمسخر قطع دوستی دل شکنی اور حسد پیدا کرتا ہے۔
* موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔
* دوسروں کے مال کی طمع نہ کرنا بھی سخاوت میں داخل ہے۔
* نا اہل سے حاجت طلب کرنا موت سے زیادہ سخت ہے۔
* شرک کے بعد بدتر گناہ ایذا رسانی خلق ہے۔
* تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ (۱) سلام کرنا (۲) دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا (۳) مخاطب کو بہتر نام سے پکارنا۔
* باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے۔
* لوگوں میں سے بدتر وہ ہے جس کی تعظیم شر کے خوف سے کی جائے۔
* کلام کی کثرت میں کچھ نہ کچھ گناہ ضرور ہوگا۔ مگر وہ جو اپنے لبوں کو روکے رکھتا ہے بڑا دانا ہے۔
* خدا کا خوف عمر کو دراز کرتا ہے۔ لیکن شریر لوگوں کی عمر گھٹائی جاتی ہے۔
* احمق بھی جب خاموش رہتا ہے عقلمند شمار ہوتا ہے
* صدقہ فقیر کے سامنے عاجزی سے پیش کر کیونکہ خوش دلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔
* تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہوا ہے اور دنیا تجھ کو اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔
* وہ لوگ بہتر نہیں جو دنیا کو آخرت کے لئے ترک کر دیتے ہیں۔ بلکہ بہتر وہ ہیں جو دنیا و آخرت کو لیتے ہیں۔
* بدبخت ہے وہ شخص کہ جو خود تو مر جائے اور اس کا گناہ نہ مرے۔

* جو آدمی اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے۔
* ندامت چار قسم کی ہوتی ہے۔ ندامت ایک دن کی جب کوئی شخص گھر سے بلا کھانا کھائے چلا جائے۔ ندامت سال بھر کی۔ زراعت کا وقت غفلت میں چلا جائے۔ ندامت عمر بھر کی جب عورت سے موافقت نہ ہو۔ ندامت ابدی کہ خدا سے برتر ناخوش ہو۔
* آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل۔ کاہل۔ کامل وہ جو دوسروں سے مشورہ کرکے اس پر غور کرے۔ کاہل وہ جو اپنی رائے پر چلے اور کسی سے مشورہ نہ کرے۔
* کسی کے خلق پر اعتماد مت کرتا وقتیکہ غصے کے وقت اُسے نہ دیکھ لیوے۔
* کسی دیندار پر اعتماد نہ کر تاوقتیکہ طمع کے وقت اُسے نہ آزما لیوے۔
* طمع کرنا مفلسی ہے بے غرض ہونا امیری ہے بدلہ نہ چاہنا صبر ہے۔ کم بولنا حکمت ہے۔ کم کھانا صحت۔ کم سونا عبادت۔ کم ملنا عافیت ہے
* سخی حبیب خدا ہے۔ اگرچہ فاسق ہو۔ بخیل دشمن خدا ہے اگرچہ زاہد ہو۔
* ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے۔
* بدترین آوازیں دو ہیں راگ کی اور نوحہ کی
* دنیا ہر وہ کام ہے جس سے مقصود آخرت نہ ہو۔
* عزت دنیا مال سے اور عزت آخرت اعمال سے
* تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بری گفتار کا روح پر۔
* نصیحت دوسروں کے حال پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔
* عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔ گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے نیکی پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔
* ہوشیاری اس کا نام ہے کہ انسان اپنے تجربہ کو محفوظ رکھے اور اس کے مطابق کام کرے۔
* غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔
* اقرار جرم مجرم کے لئے بہت اچھا سفارشی ہے
* آدمی کی عقل اس کے کلام کی خوبی سے اور شرافت افعال کی عمدگی سے ظاہر ہوتی ہے
* اتنا نرم نہ ہو کہ نچوڑ لیا جائے۔ اتنا سخت نہ ہو کہ توڑ لیا جائے۔
* چار چیزیں سخت ترین ہیں (۱) جوانی میں مفلسی (۲) سفر میں بیماری (۳) تنگدستی میں قرض (۴) اور خوف مرگ۔
* عورت کا خاوند مرد اور مرد کا خاوند قرضخواہ
* تیرا برا ہمنشین تیرے اوصاف ذمیمہ پر اور تیرا دوست صالح تیرے اوصاف حمیدہ پر دلالت کرتے ہیں۔
* دوست ہزار بھی کم اور دشمن ایک بھی زیادہ
* جو شخص انتقام کے طریقوں پر غور کرتا ہے۔ اس کے زخم ہمیشہ تازہ رہتے ہیں۔
* نہایت خوشحالی نہایت بدحالی برائی کی طرف لے جاتی ہے۔
* کسی کی قلت عقل کا اس کے کثرت کلام سے اندازہ لگا۔
* صحیح الکلام شیریں زبان۔ فصیح البیان دنیا کی بہترین چیزوں میں سے ہیں۔
* کوئی قوم علم کے اسلحہ سے بے بہرہ ہو کبھی اقبال مندی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔
* جس شخص کو قرض لینے اور خوشامد کرنے کی ضرورت نہیں وہ سب سے بڑا مالدار ہے
* دوست کو اپنے حال سے اتنا ہی واقف کر کہ اگر دشمن بھی ہو جائے تو نقصان نہ پہنچائے
* دنیا میں سب سے زیادہ مشکل کام اپنی اصلاح ہے۔ اور سب سے سہل دوسروں پر نکتہ چینی۔
* جو شخص زیادہ سوچنے والا ہوتا ہے سب سے زیادہ صحیح کام کر سکتا ہے
* انسان کا بہترین مطالعہ انسان کا مطالعہ ہے!
* نماز میں قلب کی حفاظت کر۔ مجلس میں زبان کی حفاظت کر۔ غضب میں ہاتھ کی حفاظت اور دسترخوان پر شکم کی حفاظت
* ناامید نہ ہو کہ اس کا نتیجہ کم عمری ہے
* اعلیٰ زندگی کی چار نشانیاں ہیں۔ نیک گفتار۔ نیک کردار۔ نیک نیت اور نیک صحبت۔
* چھ چیزیں آنکھ کے نور کو نقصان پہنچاتی ہیں (۱) زیادہ گرم طعام کھانا (۲) گرم پانی سر پر ڈالنا (۳) آفتاب کی طرف دیکھنا (۴) دشمن کا منہ دیکھنا (۵) کثرت گریہ (۶) استعمال منشیات۔
* عقلمند کے سامنے زبان کو۔ حاکم کے سامنے آنکھ کو۔ بزرگ کے سامنے دل کو قابو رکھنا چاہیئے۔
* کبھی کسی سے ایسا سلوک نہ کر کہ تم سے وہی کیا جائے تو تم کو رنج ہو۔

از جناب الحاج عبدالرحمن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ

اسرار وآداب زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رُکن ہے۔ حضورؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بناء پانچ اصولوں پر ہے۔ (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ (۵) حج۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو اشخاص زروسیم کے مالک ہیں۔ اور زکوٰۃ نہیں دیتے۔ ان کے سینے پر ایسے داغ لگائے جائیں گے۔ کہ ان کی پیٹھ سے باہر نکل آئیں گے۔ اور جو شخص چارپائے رکھتا ہے اور زکوٰۃ نہیں دیتا۔ قیامت کے دن وہ چارپائے اس پر مسلط کر دیئے جائیں گے۔ تاکہ وہ اپنے سینگوں سے مالک کو ماریں۔ اور پاؤں تلے روندیں اور جب تمام چارپائے اس سے گذر جائیں گے۔ تو آگے والے پھر اُسے روندنا شروع کر دیں گے۔ اور دوسری بار اسی طرح پامال کرینگے یہاں تک کہ تمام خلق کا حساب ہولے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

زکوٰۃ دینے کی کیفیت کے بیان میں

ضروری ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت ان امور کا خیال رکھے۔ اول یہ کہ زکوٰۃ واجب دے تو یہ نیت کرے کہ میں زکوٰۃ فرض دیتا ہوں اور اگر زکوٰۃ کے لئے کسی وکیل کو مقرر کرے تو وکیل کرتے وقت نیت کرے یا وکیل کو حکم دے کہ وہ زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرے (۲) جب سال ختم ہو زکوٰۃ دینے میں جلدی کرے۔ کیونکہ بلا عذر تاخیر لازم نہیں۔ (۳) ہر جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے دے۔

مصارف زکوٰۃ

● فقیر جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور کوئی کسب نہ کر سکے ● مسکین وہ ہے۔ جسکی آمدنی خرچ سے تھوڑی ہو۔ اگرچہ مکان اور کپڑے اس کے پاس موجود ہوں ● وہ لوگ جو زکوٰۃ جمع کرتے ہیں اور حقدار لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ انکی مزدوری زکوٰۃ سے دینی چاہیئے۔

● وہ لوگ جو کسی نیک کام میں مقروض ہو گئے ہیں۔ چاہے وہ امیر ہوں یا درویش۔ لیکن قرضہ کسی مصلحت کی وجہ سے لیا ہو۔ جس سے کوئی فتنہ دور ہُوا ہو۔

● وہ غازی لوگ جن کو بیت المال سے کچھ نہ ملتا ہو۔ اگرچہ وہ امیر ہی کیوں نہ ہوں لیکن سفر خرچ ان کو زکوٰۃ سے ملنا چاہیئے۔

وہ مسافر جن کے پاس زادراہ نہ ہو۔ چاہے وہ گھر میں امیر ہی ہوں۔

(ماخوذ از کلام امام غزالیؒ)

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ پ۱۰ ع ۱۴ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ زکوٰۃ مفلسوں۔ محتاجوں اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا حق ہے۔ اور جن کا دل پرچانا منظور ہے۔ اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے راہ میں اور مسافروں کے لیے یہ اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے صدقات (زکوٰۃ) کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کسی کی مرضی پر نہ چھوڑا۔ بلکہ بذات خود اس کے مصارف متعین کر دیئے ہیں۔ جو آٹھ ہیں (۱) فقراء جن کے پاس کچھ نہ ہو (۲) مساکین۔ جن کو بقدر حاجت کچھ میسر نہو (۳) عاملین (جو اسلامی حکومت کی طرف سے تحصیل صدقات وغیرہ کے کاموں پر مامور ہوں) (۴) مؤلفۃ القلوب جن کے اسلام لانے کی امید ہو۔ یا اسلام میں کمزور ہوں (اکثر علماء کے نزدیک حضورؐ کی وفات کے بعد یہ مد نہیں رہی) (۵) غلاموں کا بدل کتابت ادا کر کے آزادی دلائی جائے یا خرید کر آزاد کئے جائیں یا قیدیوں کا فدیہ دے کر رہائی کرائی جائے (۶) غارمین جن پر کوئی حادثہ پڑا اور وہ مقروض ہو گئے یا کسی ضمانت وغیرہ کے بار میں دب گئے (۷) مجاہدین کی امداد کی جائے (۸) مسافر جو حالت سفر میں صاحب نصاب نہ ہو۔

حکمت احکام زکوٰۃ

جس طرح نماز کے لئے ایک صورت اور حقیقت ہے اور وہ حقیقت بمنزلہ صورت کی رُوح کے ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے لیئے صورت اور رُوح ہے۔ جو کوئی زکوٰۃ کے راز اور رُوح کو نہ جانے گا۔ اسکی زکوٰۃ ایک بے روح صورت کی مانند ہوگی اور زکوٰۃ کے تین راز ہیں۔ ایک یہ کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا حکم ہے اور کوئی مومن نہیں جو اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعوےٰ نہ رکھتا ہو بلکہ یہ حکم ہے کہ کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ عزیز نہ ہو۔ جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ الخ پ۱۰ ع ۹۔ ترجمہ۔ کہدیجئے اگر تمہارے باپ بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمایا ہے۔ اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو۔ تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے زیادہ پیاری ہیں اور اس کی راہ میں لڑنے سے تو انتظار کرو یہانتک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو رستہ نہیں دیتا۔ غرضیکہ کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جس کا یہ دعوےٰ نہو کہ میں اللہ تعالےٰ کو تمام چیزوں سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور سمجھتا ہے کہ یہ واقعی ایسا ہے اور سچا ہے۔ پس اس محبت الٰہی کے جانچنے اور دریافت کرنے کیلئے نشان اور دلیل کی حاجت ہوئی۔ تاکہ کوئی شخص اپنے بے جا اور لغو دعویٰ سے مغرور نہ ہو۔ کیونکہ مال بھی آدمیوں کے لئے ایک معشوق ہے۔ پس اس کو اس بات سے آزمایا گیا۔ کہ اگر وہ اپنے دعوےٰ میں سچا ہے تو اس اپنے ایک معشوق کو راہ حق میں قربان کرے۔ تاکہ حق تعالیٰ کی دوستی میں اپنے درجہ کی پہچان حاصل ہو۔

پس جن لوگوں نے اس راز کو جان لیا۔ وہ تین طبقوں میں تقسیم ہو گئے۔ طبقہ اوّل صدیقین کا ہے کہ جو کچھ بھی ان کے پاس تھا انہوں نے راہ حق میں دے دیا اور کہا کہ دوسو درہم میں سے پانچ درہم خدا کے راستہ میں دینا بخیلوں کا کام ہے۔ ہم پر واجب ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی دوستی کے راستہ میں خرچ کر دیں۔ جیسے کہ جناب حضرت ابوبکرؓ نے تمام مال خدا کی راہ میں حاضر کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بال بچوں کیلئے کیا چھوڑا؟ جواب دیا کہ خدا اور اس کا رسول

ایک گروہ نے نصف مال خدا کی راہ میں دیا ہے جیسا کہ جناب حضرت عمرؓ نصف مال جو اپنا لائے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نے دریافت فرمایا کہ عیال کے لئے کیا رکھا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جس قدر لایا ہوں۔ اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں۔ رسولخدا نے فرمایا۔ تم دونوں کے درجات میں اتنا ہی تفاوت ہے کہ جتنا تمہاری کلام میں ہے۔

طبقہ دوم نیک مردوں کا ہے جو یکبارگی خدا کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے اور نہ ایسا کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ لیکن فقیروں کی حاجات کا خیال رکھتے ہیں اور منتظر رہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو درویشوں کی مانند سمجھتے ہیں۔ اور صرف زکوٰۃ پر ہی اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ جو درویش ان کے پاس آتا ہے۔ اسے اپنے عیال کے برابر سمجھتے ہیں۔

طبقہ سوم ان خاص مردوں کا ہے جو اس امر کی طاقت نہیں رکھتے کہ دوسو درہم میں سے پانچ درہم کے سوا کچھ اور خرچ کر سکیں۔ وہ صرف فریضہ پر ہی اختصار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم کو جلدی سے اور خوشی سے بجا لاتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ وہ درویشوں پر احسان نہیں کرتے اور یہ سب سے آخری درجہ ہے۔ اور وہ لوگ جن کو اللہ تعالےٰ نے دوسو درہم دیا ہے۔ اور وہ اس کی راہ میں پانچ درہم نہیں دیتے وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی سے محروم ہیں۔ اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہیں دیتا اس کی دوستی اللہ تعالےٰ کے دوسرے دوستوں کے مقابلہ میں ضعیف ہے اور وہ تمام دوستوں سے بخیل ہے۔

اسرار دوم ۔ بخل کی پلیدی سے دل کا پاک کرنا ہے۔ کیونکہ بخل دل کیلئے نجاست ہے۔ اور جس طرح کہ نجاست ظاہری انسان کو نماز سے محروم رکھتی ہے اسی طرح بخل کی نجاست دل کو اللہ تعالےٰ کی جناب کے قرب کے لائق نہیں رکھتی اور بغیر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے دل بخل کی پلیدی سے نجات نہیں پا سکتا۔ اور زکوٰۃ اس پانی کی مانند ہے۔ جس سے نجاست دھوئی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل مطہرہ کے لئے حرام ہے۔ اس لئے ان کے پاکیزہ منصب کو لوگوں کے مال کی میل سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔

اسرار سوم ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔ کیونکہ مال مومن کے حق میں نعمت ہے جو دنیا اور آخرت میں راحت کا سبب ہے۔ پس جس طرح کہ نماز۔ روزہ حج نعمت بدن کا شکر ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ دینا نعمت مال کا شکر بجا لانا ہے۔ جب اپنے آپ کو اس نعمت مال سے بے نیاز دیکھے۔ اور اپنے جیسے دوسرے مسلمان کو درماندہ و عاجز دیکھے تو یہ کہے کہ وہ بھی میری طرح اللہ کا بندہ ہے۔ شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے مال سے بے نیاز کیا اور اس کو میرا نیاز مند یعنی محتاج بنایا۔ مجھے اس سے مہربانی کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے یہ میری آزمائش ہو اگر اس میں قاصر رہوں تو اللہ تعالیٰ کہیں مجھے اس اور اُسے مجھ سا نہ بنا دے۔ پس ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کے ان اسرار کو جانے تاکہ اسکی عبادتِ زکوٰۃ صورت بے معنی نہ رہے۔

زکوٰۃ دینے کے آداب

اگر کوئی چاہتا ہے کہ عبادت اسکی زندہ اور مقبول ہو اور بے روح نہ رہے اور اس کا دوگنا ثواب ملے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے لئے سات آداب لازم سمجھے (۱) زکوٰۃ دینے میں جلدی کرے اور تمام سال میں واجب ہونے سے پہلے دے دیا کرے۔ کیونکہ اس سے تین فائدے ہیں۔ ایک یہ رغبت عبادت کا اثر اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ واجب ہونے کے بعد دینا ضرورت کی وجہ سے ہے اگر نہ دے گا تو سزا پائے گا۔ اور ایسی حالت میں دینا ڈر اور خوف کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ دوستی کی وجہ سے اور وہ بندہ بُرا ہے جو ڈر سے کام کرے دوستی اور شفقت سے نہ کرے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے درویشوں کے دل کو خوشی ہوگی۔ کیونکہ ناگہانی خوشی حاصل کرنے سے وہ اخلاص سے دعا دینگے اور درویشوں کی دعا تمام آفتوں کیلئے حصار (قلعہ) ہوگی تیسرا فائدہ جلدی زکوٰۃ دینے سے یہ ہوگا کہ زمانے کی آفات سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ دیر کرنے میں بہت آفتیں ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی مصیبت پڑ جائے اور وہ اس نیکی سے محروم رہے اور جب دل میں خیر کرنے کی رغبت ہو تو اسے غنیمت جانے اور خیال کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت ہے اور قریب ہے کہ شیطان حملہ آور ہو (پس تحقیق مومن کا دل دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے)

ایک بزرگ کو جائے طہارت میں خیال آیا کہ اپنا پیراہن کسی درویش کو دیدے۔ ایک مرید کو بلایا اور اپنا پیراہن اُتار کر اس کو دے دیا۔ مرید نے کہا یا شیخ! باہر آنے تک صبر کیوں نہ کیا۔ شیخ نے جواب دیا۔ میں ڈرا شاید میرے دل میں کوئی خطرہ پیدا ہو اور مجھے ایسا کرنیسے مانع ہو۔

ادب دوم ۔ اگر زکوٰۃ ایک بار دینے کا ارادہ ہو تو ماہ محرم میں دے۔ کہ یہ بڑا بزرگ مہینہ ہے اور سال کا آغاز ہے یا رمضان شریف کے مہینے میں دے۔ کیونکہ جس قدر بزرگ وقت ہوگا۔ اسی قدر ثواب زیادہ ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ جو کچھ آپ کے پاس ہوتا تھا۔ خدا کی راہ میں دیدیتے تھے اور رمضان شریف میں کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھتے اور تمام خرچ کر دیتے۔

ادب سوم ۔ زکوٰۃ پوشیدہ طور پر دے ظاہر نہ کرے۔ تاکہ ریا سے محفوظ رہے اور اخلاص کے نزدیک ہو جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن سات قسم کے لوگ عرش کے سایہ کے نیچے ہونگے ایک امام عادل۔ دوسرے وہ جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی۔ خیال کرنا چاہیئے کہ کیا عظیم الشان درجہ ہے جو امام عادل کے برابر ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جو صدقہ پوشیدہ طور پر دیتے ہیں۔ ان کے اعمال باطنی میں لکھا جاتا ہے اور جو ظاہری طور پر دیتے ہیں ان کے اعمال ظاہری میں لکھا جاتا ہے اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے کوئی چیز خیرات کی ہے تو اس کے اعمال ظاہری اور باطنی سے ہٹا کر دفتر ریا میں لکھ دیتے ہیں اور اسی لئے سلف نے صدقہ پوشیدہ طور پر دینے میں مبالغہ کیا ہے۔ بعض بزرگوں میں سے کسی نابینا کو دیتے اور کوئی بات تک نہ کرتے تاکہ وہ نہ سمجھے کہ کون ہے۔ اور بعض سوئے ہوئے درویش کی چادر سے باندھ دیتے اور کوئی بات نہ کرتے تاکہ وہ بیدار نہ ہو جائے اور نہ جانے کہ اس نے دیا ہے۔ اور بعض درویشوں کی رہگذر میں ڈال دیتے اور بعض کسی کی معرفت صدقہ کرتے تاکہ وہ کسی درویش کو پہنچا دے اور یہ تمام امور اس لئے عمل میں لاتے کہ درویشوں کو پتہ نہ لگے کہ کس نے دیا ہے اور دوسرے لوگوں سے پوشیدہ رکھنا نہایت ضروری اور اہم سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ ظاہر طور پر دینے میں دل میں ریا پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ بخل دُور ہو جاتا ہے۔ لیکن ریا کی پرورش ہو جاتی ہے اور

یہ تمام امور ہلاک کرنیوالے ہیں۔

ادب چہارم۔ اگر ریا سے بالکل بچا ہوا ہو اور اپنے دل کو اس سے پاک کیا ہو اور یہ سمجھے کہ وہ ظاہری طریق پر صدقہ دے گا تو لوگ اسکی اقتدا کریں گے اور اس طرح صدقہ دینے میں ان میں رغبت پیدا ہوگی ایسے آدمی کے لئے ظاہری طریق پر دینا نہایت فضیلت رکھتا ہے اور ایسا آدمی وہ ہوتا ہے جس کے نزدیک تعریف اور برائی ایک ہی چیز ہے اور وہ کاموں میں اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرتا ہے۔

ادب پنجم۔ صدقہ لوگوں کو سنا کر اور اس پر احسان جتلا کر ضائع نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى پ۳ ع۴ (ترجمہ) تم اپنے صدقوں کو احسان جتانے سے اور دل کے دکھانے سے ضائع نہ کرو۔ درویش کو اس طرح آزردہ نہ کرے کہ اس سے ترش رو ہو۔ اور ناک بھوں چڑھائے اور سخت کلامی سے پیش آئے اور اس کو درویشی کے سبب اور سوال کرنے کی وجہ سے حقارت کی نظر سے دیکھے۔

ادب ششم یہ کہ احسان نہ جتلائے اور احسان جتانے کی اصل جہالت ہے اور وہ ایک دن کی حقیقت ہے اور وہ یہ خیال کرے کہ اس نے درویش کے ساتھ نیکی کی ہے۔ اور اپنی طرف سے کونسی نعمت اس کو دی ہے۔ کیونکہ درویش اس کا محتاج ہے۔

ادب ہفتم۔ اپنے مال سے جو بہتر اور حلال ہو اور جس میں کچھ شبہ ہو۔ وہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ پاک ہے اور سوائے پاک شے کے قبول نہیں کرتا۔

زکوٰۃ دینے کیلئے درویش ڈھونڈنے کے بیان میں

جو مسلمان کسی فقیر کو بھی زکوٰۃ دے۔ تو وہ اپنے فرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہوجاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی نیت کرے۔ اسے چاہیئے کہ محنت و تکلیف سے نہ گھبرائے کیونکہ زکوٰۃ جب بجا صرف ہوگی تو ثواب بھی دوگنا ملے گا۔ اس لئے چاہیئے کہ پانچ صفات کے درویشوں میں سے کسی ایک صفت کے درویش کی تلاش کرے۔ اوّل یہ کہ پارسا اور متقی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَا۔ یعنی طعام پرہیزگاروں کو دینا چاہیئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ جو کچھ لیتے ہیں۔ اسے اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مددگار بناتے ہیں۔ اور دینے والا اس عبادت کے ثواب میں شریک رہتا ہے۔ کیونکہ اس نے عبادت میں عابد کی مدد کی ہے۔

دوسری قسم اہل علم کی ہے۔ یعنی طالب علم ہو۔ کیونکہ جب اسے صدقہ دیا جائے گا۔ تو وہ اس سے بفراغت علم حاصل کرے گا۔ اور دینے والا ثواب علم میں اس کا شریک رہیگا۔

تیسری قسم ایسے شخص کی ہے جو اپنی غریبی کو پوشیدہ رکھے۔ اور شان و شوکت سے زندگی بسر کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ پ۳ ع۵۔ (ترجمہ) سوال نہ کرنے کی وجہ سے جاہل ان کو غنی خیال کرتے ہیں۔

سو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے

چوتھی قسم۔ ایسے شخص کی جو عیالدار ہو۔ یا بیمار ہو کیونکہ جس شخص کو رنج و غم زیادہ ہوگا اس کو راحت پہنچانے کا ثواب بھی زیادہ ملے گا۔

پانچویں قسم۔ غریب رشتہ داروں کی ہے۔ کہ ان کو دینا صدقہ بھی ہوگا اور صلہ رحمی بھی۔ اور جو شخص محض خدا تعالےٰ کے لئے کسی سے رشتہ داری رکھتا ہے۔ وہ بھی قرابتداروں کے مرتبہ میں ہے اور جب اس قسم کے لوگوں کو دیا جائیگا۔ تو انکی دعا دینے والے کے لیے حصار کا کام کرے گی۔ اور یہ نفع اس نفع کے علاوہ ہے۔ کہ بخل کو دل سے دور کر دیا اور اللہ تعالےٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور چاہیئے کہ زکوٰۃ سیّدوں اور کافروں کو نہ دے کیونکہ زکوٰۃ مال کی میل ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینا منع ہے اور کافر ایسے پلید ہیں کہ مسلمان مرد کے مال کی میل کے بھی لائق نہیں ہیں۔

زکوٰۃ لینے والے کے آداب

زکوٰۃ لینے والے کو چاہیئے کہ پانچ باتوں کا لحاظ رکھے (۱) یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کچھ بندوں کو محتاج پیدا کیا اور اسی وجہ سے کچھ بندوں کو مال کثرت سے دیدیا۔ اور جن لوگوں کے حق میں اسے زیادہ مہربانی و عنایت منظور تھی۔ ان کو دنیا کے مشغلوں اور وبال سے بچا لیا اور دنیا کے حاصل کرنے کا عذاب اور اسکی حفاظت کا وبال امیروں کے ذمہ ڈالا۔ اور ان کو حکم دے دیا کہ میرے عزیز بندوں کو ان کی حاجت کے مطابق دے دیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کے وہ مقبول بندے دنیا کی مصیبتوں سے بچ کر حق تعالےٰ کی اطاعت میں مشغول رہیں۔ پس درویش کے لیئے ضروری ہے کہ وہ جو کچھ لے اسی نیت سے لے۔ اسی لئے رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ دینے والا لینے والے پر فضیلت نہیں رکھتا۔ بشرطیکہ وہ ضرورت کے لیے لے اور اس کا ارادہ عبادت الٰہی کیلئے فراغت ہو۔

دوم۔ یہ کہ وہ جو کچھ لیتا ہے حق تعالیٰ سے لیتا ہے۔ اور امیروں کو اللہ تعالےٰ کا مسخر سمجھے کہ ان پر ایک موکل مقرر ہے۔ تاکہ وہ اسے دے اور وہ موکل ایمان ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا ہے اور اس وجہ سے کہ اس کی سعادت اور نجات صدقہ سے وابستہ ہے۔ اور اگر اس پر یہ موکل نہ ہوتا تو وہ ایک حبہ بھی کسی کو نہ دیتا۔

تیسرے یہ کہ جو مال حلال کا نہ ہو اسے نہ لے۔ اور سود و ظلم کا مال بھی ہرگز نہ لے۔

چوتھے اس قدر لے جس کی اس کو ضرورت ہو۔ اگر ضرورت سفر کے لئے لیتا ہے۔ تو زادراہ سے زیادہ نہ لے۔ اور اگر ادائے قرض کے لئے لیتا ہے تو قرض سے زیادہ نہ لے اور اگر کفایت عیال کے لئے دس درم کافی ہو تو زیادہ نہ لے

پانچویں۔ اگر زکوٰۃ دینے والا عالم نہ ہو تو اس سے دریافت کرے کہ یہ جو تو مجھے دیتا ہے۔ یہ مساکین کا حصہ ہے یا قرضدار کا۔ اگر لینے والے میں وہی صفت ہے۔ جس صفت والے کا حصہ دیا جا رہا ہے۔ دینے والا زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ اسے دیتا ہے تو لینے والے کو نہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک تمام حصے ایک آدمی کو نہ دینا چاہیئے۔

صدقہ دینے والے کی فضیلت کے بیان میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ دو اگرچہ ایک خرما ہی ہو کیونکہ وہ درویش کو زندہ کرتا ہے اور گناہ کو اس طرح مارتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ دوزخ سے بچو۔ اگرچہ وہ نیم خرما ہی سے کیوں نہ ہو۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو خوش کلامی ہی سہی اور فرمایا جو مسلمان مال حلال سے صدقہ دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنے دست رحمت میں اس طرح پرورش کرتا ہے۔ جس طرح تم اپنے چارپایوں کو پرورش کرتے ہو۔ یہاں تک کہ چند خرمے کوہ احد کے برابر ہوتے ہیں اور فرمایا کہ جو کوئی روز محشر اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا۔ یہاں تک کہ مخلوق خدا کا حساب ہو کر کوئی حکم ہو اور فرمایا صدقہ شر کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے اور لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ کون سا صدقہ بہتر ہے۔ فرمایا جو تندرستی میں دیا جائے۔ جبکہ زندگی کی امید ہے اور افلاس کا خطرہ

باقی برصفحہ ۱۴ کالم ۳

مکتوب انگلینڈ ——— از جناب راؤ شمشیر علی خاں

نماز میں سکون

آج کل اکثر مسلمان یہ شکایت کرتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ نماز میں سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ میں ان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نماز میں سکون کیوں نہیں نصیب ہوتا۔ ہم بھی وہی نماز پڑھتے ہیں۔ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے پڑھ کر دکھائی۔ نماز میں آج بھی وہی تاثیر باقی ہے۔ جو چودہ سو سال پیشتر تھی۔ لیکن آج کل کے مسلمان نماز بلا سوچے سمجھے پڑھتے ہیں۔ اس لیے ان کی توجہ نماز کی طرف نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ نماز میں اکثر مسلمانوں کو سکون نصیب نہیں ہوتا۔ مجھے ایک دفعہ ۱۹۵۷ء میں انارکلی بازار لاہور سے بھاٹی گیٹ کی طرف جاتے ہوئے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ مسجد کافی وسیع اور بارونق تھی ہزاروں کی تعداد میں مسلمان نماز جمعہ کیلئے اس مسجد میں جمع تھے۔ مجھے آخری صف میں جگہ ملی۔ خطیب مسجد وعظ کر رہے تھے مجھے یہ دیکھ کر بیحد افسوس ہوا کہ اکثر مسلمان وعظ سننے کی بجائے سو رہے تھے اور کچھ اونگھ بھی رہے تھے۔ کبھی ان کی آنکھ کھل جاتی اور کبھی بند ہو جاتی۔ اسی طرح انہوں نے وعظ اور خطبہ جمعہ کا وقت نیند میں گزار دیا۔ جب جماعت کھڑی ہونے لگی۔ تو کچھ مسلمان اپنی نیند سے بیدار ہو کر وضو کے لئے دوڑے۔ کیونکہ وہ اپنی نیند میں اپنا وضو توڑ چکے تھے۔ یہ ہماری نماز کی ایک ہلکی سی جھلک ہے۔ ایسی نماز میں سکون کیسے نصیب ہو۔ سکون تو تب آئے جب ہم حضور قلب کے ساتھ نماز ادا کریں سکون نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دل بیمار ہیں۔ بیماری کی وجہ مشتبہ اور حرام اکل و شرب ہیں۔ ہم نے کبھی بھول کر بھی یہ کوشش نہیں کی کہ حلال روزی کما کر خود بھی کھائیں اور اپنی بیوی بچوں کو بھی کھلائیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو پس پشت ڈال دیا۔ اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ اگر ہم قرآن مجید کی تعلیم حاصل کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں اور حلال روزی کما کر کھائیں۔ تو انشاءاللہ ہماری نماز اور دوسری عبادات میں سکون اور اطمینان نصیب ہو سکتا ہے۔ سکون اور اطمینان کی وجہ سے نماز میں اخلاص پیدا ہوگا اور اخلاص نجات اُخروی کا ذریعہ بن جائے گا۔

آج کل بھی اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے موجود ہیں۔ جن کو نماز میں سکون حاصل ہوتا ہے۔ اگر ان کی صحبت نصیب ہو جائے تو یہ سونے پر سہاگے کا کام دے گی۔ اس کے بعد سکون کے علاوہ انشاء اللہ کچھ اور بھی ملے گا۔

کسی اللہ کے بندے نے فارسی میں خوب کہا ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

ترجمہ۔ آنکھ کان اور زبان بند کر لو۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کرشمے نظر نہ آئیں تو مجھ پر ہنس دینا۔

وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ ترجمہ۔ بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

کسی نے خوب کہا ہے ؎

دل میں جب خلوص ہو سجدے میں ہو نیاز
پھر باعث نجات ہے مسلم تری نماز

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور نماز پڑھی۔ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ جا اور پھر نماز پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص واپس گیا اور پھر نماز پڑھی اور اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ آپؐ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ جا اور پھر نماز پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ تیسری مرتبہ یا اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ مجھ کو بتلایئے (میں کس طرح نماز پڑھوں) آپ نے فرمایا کہ جب تو نماز کے لئے تیار ہو تو اچھی طرح وضو کر۔ قبلہ رُخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ۔ پھر قرآن میں سے جس قدر یاد ہو پڑھ۔ پھر رکوع کر طمانیت کے ساتھ پھر سر اُٹھا یہاں تک کہ سیدھا ہو جائے پھر سجدہ کر طمانیت کے ساتھ۔ پھر سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ

بقیہ زکواۃ صفحہ ۱۳ سے آگے

نہ ہو۔ نہ ایسے وقت میں جبکہ دم حلق میں اٹکا ہوا ہو اور اس وقت کہے کہ یہ فلاں کو دو اور یہ فلاں شخص کو دو۔ کیونکہ ایسے وقت میں اگر تو نہ بھی کہے گا۔ تو لوگ اُسے لے ہی لیں گے اور حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا جو شخص سائل کو اپنے دروازہ سے ایک دفعہ محروم پھیرتا ہے۔ سات روز فرشتے اس کے گھر میں نہیں آتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ ایک تو صدقہ اپنے ہاتھ سے درویش کو دیتے اور رات کے وضو کے لئے پانی خود رکھتے اور اوپر سے ڈھانک دیتے اور فرمایا جو کوئی مسلمان کو جامہ پہناتا ہے۔ وہ اس وقت تک اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔ جب تک جامہ درویش کے تن پر رہیگا۔ حضرت عائشہؓ نے پچاس ہزار درہم صدقہ میں دیا اور اپنے پیراہن میں پیوند رہنے دیئے اور نیا پیراہن نہ بنوایا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ستر سال عبادت کی اور ایک اس سے ایسا عظیم گناہ سرزد ہوا کہ اسکی عبادت ضبط ہو گئی۔ پھر اس نے کسی درویش کو دیکھا اور اس کو ایک ٹکڑہ روٹی کا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا وہ گناہ معاف کیا اور اس کی ستر سال کی عبادت واپس دے دی۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب کبھی تجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دیا کر اور عبداللہ ابن عمرؓ بہت شکر سے صدقہ دیتے اور فرماتے۔ کہ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ پ۴ ع۱ یعنی تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کرو گے جبتک اپنی عزیز ترین چیز اللہ کے راستہ میں خیرات نہ کرو گے۔ (از کیمیائے سعادت امام غزالیؒ)

حافظ محمد یوسف چغتائی کہروڑ پکا

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ

بعض لوگ میت کے پاس بیٹھ کر ماتم شروع کر دیتے ہیں چیختے چلاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کو یاد نہیں رہتا کہ ہم نے بھی اسی طرف جانا ہے۔ جس طرف یہ بندہ جا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چیخنے چلانے سے منع فرمایا ہے۔

انس رضؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ابوسیف نہار کے ہاں گئے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کی دایہ کے شوہر تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو گود میں لے لیا۔ اور ان کا بوسہ لیا۔ اور سونگھا یعنی اپنی ناک اور منہ کو ان کے منہ پہ اسی طرح رکھا جس طرح کوئی سونگھتا ہے۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ہم پھر ابوسیف کے ہاں گئے۔ ابراہیم اس وقت حالت نزع میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اُن کو دیکھ کر بہنے لگیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ بھی روتے ہیں (یعنی آپ کی عظمت شان سے یہ امر بعید ہے) آپؐ نے فرمایا یہ آنسو رحمت ہیں اس کے بعد آپؐ کی آنکھ سے پھر آنسو جاری ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ دل غمگین ہے۔ اور نہیں کہتے ہم اپنی زبان سے مگر وہی بات جس سے راضی ہو پروردگار ہمارا اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے البتہ غمگین ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ جو رخساروں کو پیٹے گریبان کو پھاڑے اور ایام جاہلیت کی طرح پکار پکار کر روئے۔

ابو مالک رضؓ اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ایام جاہلیت کی چار باتیں ہیں جن کو میری اُمت کے لوگ نہیں چھوڑیں گے۔

(۱) فخر کرنا حسب پر۔
(۲) طعن کرنا نسب پر۔
(۳) پانی طلب کرنا ستاروں سے۔
(۴) نوحہ کرنا اور نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرلے گی تو قیامت کے دن کھڑی کی جائیگی اسی حال میں کہ اس کے جسم پر قطران اور خارش کا کرتہ ہوگا۔ یعنی اس کے جسم میں خارش ہوگی۔

ابوسعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ لعنت فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے اور سننے والی عورت پر (ابوداؤد)

انس رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر ایک مومن کے دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازے سے اُس کے اعمال آتے جاتے ہیں۔ اور دوسرے دروازے سے اُس کا رزق اترتا ہے۔ پس جب مومن مرجاتا ہے۔ تو دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں۔ اور یہی معنی ہیں۔ اس کے قول فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ۔ یعنی نہیں رویا کافروں پر آسمان اور زمین

ابوموسیٰ اشعری رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی مومن بندے کا بیٹا مرتا ہے تو خداوند تعالےٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ کہ تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی وہ کہتے ہیں ہاں خداوند تعالےٰ پھر کہتے ہیں تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو (احمد ترمذی)

ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک شخص مرگیا (یعنی آپ کی بیٹی حضرت زینب) تو عورتیں جمع ہوئیں اور رونے لگیں۔ حضرت عمر رضؓ کھڑے ہوئے اور رونے سے اُن کو منع کیا۔ اور حضور کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا عمر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اس لئے آنکھیں روتی ہیں اور دل پر مصیبت ہے۔ اور مرنے کا وقت قریب ہے۔ (احمد نسائی)

ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنازہ کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔ (ابن ماجہ ۔ احمد)

حسین ابن علی رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسلمان مرد اور عورت کو کوئی مصیبت پہنچے۔ اور پھر یاد کرے وہ اس مصیبت کو خواہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے۔ اور جب وہ یاد آئے تو اس وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ کہے تو خداوند تعالےٰ اس کو وہی ثواب عطا فرمائے گا۔ جو ثواب اس مصیبت کے دن عطا کیا تھا۔ جس روز کہ وہ نازل ہوئی تھی۔

عبداللہ بن جعفر رضؓ کہتے ہیں کہ جب جعفر رضؓ کے مرنے کی خبر آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر رضؓ کے گھر کے لوگوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ اس لئے کہ ان کو وہ مصیبت پہنچی ہے۔ جو ان کو کھانا پکانے سے باز رکھے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اُس عورت کو تسلی دے جس کا بیٹا مرگیا ہو۔ جنت میں اُس کو بہترین لباس پہنایا جائے گا۔ ترمذی۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ؕ اللہ تبارک تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو بہتر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

از جناب محمد شفیع عمرالدین عفی عنہ 

کاش!

انسان کی بعض تمنائیں غلط ہیں اور مرنے کے بعد تمناؤں کا پورا ہونا ممکن نہیں

غلط تمنّا - وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ - (النسآء آیت ۷۳) - ترجمہ - اور اگر اللہ کی طرف سے تم پر فضل ہو تو اس طرح کہنے لگتا ہے کہ گویا تمہارے اور اس کے درمیان دوستی کا کوئی تعلق ہی نہیں کہ کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا - اس آیت میں بدبخت منافق کی حالت کا بیان ہے

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ فرماتے ہیں - "یعنی اور اگر مسلمانوں پر اللہ کا فضل ہو گیا - مثلاً فتح ہو گئی یا مال غنیمت بہت سا ہاتھ آ گیا تو منافق سخت پچھتاتے ہیں - اور دشمنوں کی طرح غلبۂ حسد سے کہتے ہیں ہائے افسوس میں جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ ہوتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی نصیب ہوتی - یعنی لوٹ کا مال ہاتھ آتا - یعنی منافقوں کو فقط اپنی محرومی پر افسوس نہیں ہوتا - بلکہ اپنی محرومی سے زیادہ مسلمانوں کی کامیابی پر حسد اور قلق ہوتا ہے"

حاصل یہ نکلا کہ منافق پر مسلمانوں کی کامیابی بڑی گراں گذرتی ہے - اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو منافقانہ روش سے محفوظ رکھے

مال و دولت کی تمنّا

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

(القصص آیت ۷۹ پ ۲۰)

ترجمہ اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا - جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے - اے کاش ہمارے لئے بھی ویسا ہوتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے -

مگر

جب یہی سرمایہ دار عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا - اور اپنے دھن دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا - تو وہی لوگ جو کل قارون جیسے کروفر اور مال و دولت اپنے لئے چاہتے تھے - اس کی بربادی اور ہلاکت کا منظر دیکھ کر حقیقت حال سمجھ گئے -

وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (القصص آیت ۸۲)

ترجمہ - اور جو لوگ کل اس کے مرتبے کی تمنّا کرتے تھے - آج صبح کہنے لگے کہ ہائے شامت اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے - روزی کشادہ کر دیتا ہے - اور تنگ کر دیتا ہے - اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا - ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے -

حاشیہ حضرت شیخ الہندؒ

(۱) یعنی قارون کی ترقی و ترفع دیکھ کر کل یہ آرزو کر رہے تھے کہ کاش ہم کو بھی عروج حاصل ہوتا - آج اس کا یہ برا انجام دیکھ کر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے - اب ان کو ہوش آیا کہ ایسی دولت حقیقت میں ایک خوبصورت سانپ ہے - جس کے اندر مہلک زہر بھرا ہوا ہے - کسی شخص کی دنیوی ترقی و عروج کو دیکھ کر ہم کو ہرگز یہ فیصلہ نہیں کر لینا چاہیئے کہ اللہ کے ہاں وہ کچھ عزت اور وجاہت رکھتا ہے - یہ چیز کسی بندے کے مقبول یا مردود ہونے کا معیار نہیں بن سکتی - اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے - جس پر مناسب جانے روزی کے دروازے کھول دے - جس پر چاہے تنگ کر دے - مال و دولت کی فراخی مقبولیت اور خوش انجامی کی دلیل نہیں - بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ تباہی اور ابدی ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے -

(۲) یعنی خدا کا احسان ہے - اس نے ہم کو قارون کی طرح نہ بنایا - ورنہ یہی گت ہماری بنتی - اپنی طرف سے تو ہم حرص کے مارے يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ کی آرزو کر ہی چکے تھے - خدا نے ہماری آرزو کو پورا نہ کیا اور نہ ہماری حرص پر سزا دی - بلکہ قارون کا حشر آنکھوں سے دکھلا کر بیدار فرما دیا - اب ہمیں خوب کھل گیا کہ محض مال و زر کی ترقی سے حقیقی فلاح و کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ناشکر گذار منکروں کے لئے عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں -

دو باغ والا

اللہ تعالےٰ نے ایک شخص کو دو عمدہ پھلدار باغ عطا فرمائے تھے - اسے مال و اولاد بھی وافر ملا تھا - یہ مال و دولت اور دنیاوی جاہ و عزت کے نشے میں قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا - اس کو اس کے خیر خواہ دوست نے سمجھایا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے پیدا کیا ہے - اس کے ساتھ کفر نہ کر - کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری ناشکری کا وبال تیرے باغ کی بربادی کا باعث بن جائے - ہوا بھی یہی کہ اس کا باغ برباد ہو گیا - اب آنکھیں کھلیں -

وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ سورہ الکہف آیت ۴۲

ترجمہ - اور کہا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا -

عقلمند کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیئے - مال و اولاد کے نشے میں آ کر تعلق باللہ خراب نہ کر لینا چاہیئے - اللہ تعالےٰ مال و اولاد دے کر اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے کہ کون ہے جو گناہوں سے بچا رہتا ہے اور کون ہے جو انہیں دنیاوی خواہشات کا آلہ کار بنا کر معصیت میں پھنس جاتا ہے -

(۱) اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ (التغابن آیت ۱۵) تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض آزمائش ہیں

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المنفقون آیت ۹)

ترجمہ - اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا - سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں -

اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بکثرت ذکر اللہ کیا کریں - اور تنبیہ کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مال و اولاد کی محبت میں پھنس کر ذکر اللہ سے غافل ہو

جائے اور دنیا کی زینت پر ریجھ جائے۔ اپنے رب کی اطاعت میں سست پڑ جائے وہ اپنا ہی نقصان کرنے والا ہے (تفسیر ابن کثیرؒ)

قیامت کے دن کافر کی تمنّا

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ (النبأ آیت ۳۹-۴۰) ترجمہ - یہ یقینی دن ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنالے بیشک ہم نے تمہیں ایک عنقریب آنیوالے عذاب سے ڈرایا ہے۔ جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا۔ اور کافر کہے گا۔ اے کاش میں مٹی ہوگیا ہوتا

قیامت کا آنا یقینی ہے۔ اب جس کا جی چاہے اللہ تعالےٰ کے دیدار اور رضا کا سامان فراہم کرلے۔ عنقریب آنے والا عذاب جس سے ڈرایا گیا۔ وہ فوراً ہی موت کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کے سامنے اس کے چھوٹے بڑے اعمال ہونگے۔ اس وقت کافر کہے گا۔ کاش میں انسان نہ ہوتا۔ مٹی ہوتا۔ الخ۔ آج اپنے ظلم اور کفر کی سزا میں گرفتار نہ ہوتا۔

(۱) عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝ (الانفطار آیت ۵) ترجمہ - تب ہر شخص جان لیگا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا۔

"یعنی جو برے بھلے کام کئے یا نہیں کئے شروع عمر میں کئے یا اخیر میں کئے۔ ان کا اثر پیچھے چھوڑا یا نہیں چھوڑا۔ سب اس وقت سامنے آجائیں گے۔ (حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (الحشر آیت ۱۸)

ترجمہ - اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

اے مسلمانو! خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ اور اپنے اعمال کے نتائج کا خیال رکھو۔ (حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

انسان کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کا روزانہ محاسبہ کرتا رہے۔ ورنہ قیامت کے دن پچھتاوہ ہی پچھتاوہ ہوگا۔

جہنّم کا سامنا

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝ (الفجر آیت ۲۳-۲۴)

ترجمہ - اور اس دن دوزخ لائی جائیگی اس دن انسان سمجھے گا اور اس وقت اس کو سمجھنا کیا فائدہ دیگا۔ کہے گا۔ اے کاش میں اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا۔

جہنم آنکھوں کے سامنے ہوگی۔ اپنے اعمال کا دفتر موجود ہوگا۔ اب دنیا میں ضائع کئے ہوئے وقت کا افسوس کر رہا ہے۔ مگر اب پچھتانے کا کیا فائدہ؟ اب عمل کرنے کا موقعہ دوبارہ ہاتھ نہیں آسکتا۔ اب رو رہا ہے کہ اے کاش! میں اس زندگی کیلئے کچھ کرتا۔ وہ راستہ اختیار کرتا جو اللہ کی طرف جانے والا تھا۔

"اس دن اپنے نئے پرانے تمام اعمال یاد کرکے اپنی برائیوں پر نادم ہوگا۔ عمل صالح نہ بجا لانے یا انکی کمی پر افسوس کرے گا" (ابن کثیرؒ)

حدیث۔ اگر کوئی بندہ اپنے پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک سجدے میں پڑا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا پورا اطاعتگذار رہے۔ پھر بھی اپنی اس عبادت کو قیامت کے دن حقیر اور ناچیز سمجھیگا اور چاہے گا دنیا میں اگر دوبارہ لوٹایا جاؤں تو اجر و ثواب کے عمل اور زیادہ کروں (ابن احمد کثیرؒ بحوالہ مسند احمد)

دُنیا میں دوبارہ لوٹنے کی تمنّا

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الانعام آیت ۲۷) ترجمہ - کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے۔ اس وقت کہیں گے۔ کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم واپس بھیج دیئے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔

ایمان اور عمل کا وقت گنوا کر رو رہے ہیں کہ دنیا میں دوبارہ لوٹائے جائیں۔

يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (الاعراف ۵۳)۔ ترجمہ - جس دن اس کا آخری نتیجہ سامنے آجائے گا۔ اس دن جو اسے پہلے بھولے ہوئے تھے۔ کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول سچی باتیں لائے تھے۔ سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے۔ جو ہماری سفارش کرے۔ یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں۔ تاکہ ہم ان اعمال کے خلاف کریں۔ جنہیں کیا کرتے تھے۔ دوسرے اعمال کریں۔ بے شک انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا۔ اور جو باتیں بناتے تھے سب گم ہوگئیں۔

یعنی کافر راہ دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی۔ ہم دیکھ لیں۔ کہ ٹھیک پڑے۔ تب قبول کریں۔ سو جب ٹھیک پڑے گی۔ تب خلاصی کہاں ملے گی۔ خبر اسی واسطے ہے کہ آگے سے بچاؤ پکڑیں" (موضح القرآن)

اعمال نامہ

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ۚ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ۚ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ۚ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ۚ (الحاقہ آیت ۲۶-۲۹)

ترجمہ - اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ دیا گیا۔ تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی میرا مال کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔

بائیں ہاتھ میں جسے اعمال نامہ ملے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اعمال نامہ ملتے ہی دوزخی حسرت و افسوس میں پڑ جائے گا۔ کہیگا کاش! یہ وقت دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ کہ اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جاتا۔ کاش مجھے یہ پتہ نہ پڑتا کہ حساب و کتاب کیا چیز ہے کاش میری موت ہمیشہ کے لئے مجھے ختم کر دیتی۔ دوبارہ زندہ کرکے نہ اٹھایا جاتا۔ افسوس میرا مال اور میری حکومت آج مجھے عذاب الٰہی سے نہیں چھڑا سکتی۔ مگر

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اس دن کا فکر جہان عمل میں کرنا چاہیئے تھا۔ یہاں وہ مال و زر اور حکومت و ریاست کے نشے میں تعلق باللہ کو فراموش کر بیٹھا تھا۔ اور اس بات کی پرواہ تک نہ کی۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں کل کو قیامت کے روز سخت باز پرس ہوگی یہ نہ سمجھا کہ اس مال و دولت اور جاہ و ریاست کو بقا نہیں ان کی بدولت دائمی زندگی کا سامان فراہم کر لیا جائے۔

مخالفین رسولؐ کی تمنّا

وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ○ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ○ (الفرقان آیت ۲۷-۲۸)

ترجمہ۔ اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا اے کاش میں رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

حاصل یہ نکلا کہ قیامت کے دن ظالم بے انتہا غصے میں آکر اپنا ہاتھ کاٹے گا اور دو باتوں پر افسوس کرے گا۔ (۱) اسوۂ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چل کر کیوں نہ آخرت کا نیک انجام حاصل کیا۔

(۲) بری گندی اور بے دین سوسائٹی میں پھنس کر کیوں عاقبت خراب کی۔ جس نے مجھے قرآن و حدیث کے احکام سے غافل رکھا۔

یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ ط وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا ○ (النساء آیت ۴۲) ترجمہ۔ جن لوگوں نے کفر کیا۔ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔ وہ اس دن آرزو کریں گے کہ زمین کے برابر ہو جائیں اور اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

قابل غور بات ہے کہ فرعون ایک جابر بادشاہ مصر پر حکمران تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے دین برحق کی طرف دعوت دی تھی مگر کوتاہ اندیش فرعون بے دینی پر اڑا رہا۔ قوم سمیت غرق ہوگیا اور دوزخ کا ایندھن بنا فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ○ (المزمل آیت ۱۶) ترجمہ۔ پھر فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی۔ تو ہم نے اسے سخت پکڑ لیا۔

ہمیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے۔

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ (التغابن آیت ۱۲) ۔ ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا تو ہمارے رسول پر بھی صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔

کامیابی کی یہی راہ ہے۔

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ یَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (النور آیت ۵۲) ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اسکی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

رسولوں کے بھیجنے کی غرض یہی تھی۔ ان کی تابعداری کی جائے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (النسا آیت ۶۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے کبھی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اسکی تابعداری کی جائے۔

نہ پوری ہونے والی تمنا

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ○ جس دن کہ منہ آگ میں الٹ دیئے جائیں۔ کہیں اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ "اس دن حسرت کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں اللہ و رسولؐ کے کہنے پر چلتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔"
(حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

برا ساتھی

دنیا میں جب تھا تو احکام اللہ اور احکام الرسولؐ سے پہلو تہی کرتا رہا۔ شیطان کو اپنا رفیق کار بنائے رکھا۔ شیطانی کام خوب دل کھول کر کیئے۔ جب مرکر اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوگا۔ تب پچھتائے گا۔ مگر شیطان دوزخ تک ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

حَتّٰٓی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ ○ (الزخرف آیت ۳۸)

یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہیگا۔ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی۔ پس کیسا برا ساتھی ہے۔

"یعنی دنیا میں شیطان کے مشورے پر چلتا ہے اور وہاں اسکی صحبت میں پچھتاویگا اس طرح کا ساتھی شیطان کسی کو جن ملتا ہے۔ کسی کو آدمی۔ (موضح القرآن)

ایک سمجھ دار انسان کو چاہیئے کہ گمراہ کرنے والے ساتھیوں سے بچے۔

ایک بصیرت افروز واقعہ

ایک قوم کی اصلاح اور ہدایت کے لئے ایک ہی وقت تین انبیاء علیہم السلام آئے مگر اس قوم نے تینوں حضرات کو جھٹلایا۔ کفر کی شامت کی وجہ سے جب قحط وغیرہ مصائب میں گرفتار ہوئے تو سدھرنے کی بجائے اور اکڑ بیٹھے۔ یہ مصائب انبیاءؑ کی بدفالی کی طرف منسوب کرتے ہوئے انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ عین اس نازک مرحلے پر ایک نیک بخت ایمان والا بھاگتا ہوا قوم کی طرف آیا۔ انہیں سمجھایا۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بات مان لی جائے ان پر ایمان لایا جائے اور ہدایت یافتہ ہو جائیں۔ مگر بدبخت قوم نے اس خیر خواہ کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے جنت عطا فرمائی۔ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ط قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ○ (یٰسٓ آیت ۲۶-۲۷)۔

ترجمہ۔ کہا گیا۔ جنت میں داخل ہو جا۔ اس نے کہا اے کاش میری قوم جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا۔ اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔

"قوم نے اس سے دشمنی کی کہ مار ڈالا۔ اس کو بہشت میں بھی قوم کی خیر خواہی رہی کہ اگر معلوم کریں میرا حال تو سب ایمان لادیں۔" (موضح القرآن)

سچی بات تو یہ ہے کہ مومن سب کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ وہ دغاباز اور بدخواہ نہیں ہوتے۔ دیکھیئے اس اللہ والے بندے نے زندگی میں بھی قوم کی خیر خواہی کی۔ اور مرنے کے بعد بھی ان کا خیر خواہ رہا۔ کاش کہ میری قوم جان لیتی کہ مجھے کس باعث میرے رب نے بخشا اور کیوں میری عزت کی تو بے شک وہ بھی اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتی اور رسولؐ کی پیروی کرتی۔ اللہ ان پر رحمت کرے اور ان سے خوش رہے۔ دیکھو تو قوم کی ہدایت کے کس قدر خواہشمند تھے۔" (ابن کثیرؒ)

دعا ہے کہ ہمیں اللہ تعالےٰ سچا مسلمان بنائے آمین۔

بچوں کا صفحہ

شکر گزار بندہ

از جناب حاجی کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ وحی نہیں بھیجی کہ میں تاجر بنوں اور مال جمع کروں۔ بلکہ یہ وحی بھیجی ہے کہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم اپنے پروردگار کی تسبیح اور تحمید کرتے رہو اور نماز پڑھنے والوں میں رہو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہاں تک کہ (اسی حالت میں) تم کو موت آ جائے)۔ (مشکوٰۃ) عن جبیر بن نفیرؓ)

یہ وحی جس کی طرف اشارہ فرمایا ہے سورۂ حجر کی آخری آیت ہے اور حدیث پاک کا یہ مضمون متعدد صحابہ کرامؓ سے نقل کیا گیا۔ چنانچہ سیوطیؒ نے درمنثور میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابو مسلمؓ خولانی ابوالدرداءؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا۔

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہترین آدمی دو شخص ہیں۔ ایک وہ جو اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اللہ کے راستے میں جان دے دینے کو تلاش کرتا پھرتا ہو۔ دوسرا وہ شخص جس کے پاس چند بکریاں ہوں اور کسی جنگل یا پہاڑی میں (یعنی غیر معروف جگہ جہاں یکسوئی ہو) نماز پڑھتا ہو۔ زکوٰۃ دیتا ہو۔ اور اپنے مولیٰ کی عبادت میں مشغول رہے یہاں تک کہ اس کو اسی حال میں موت آ جائے۔ اور آدمیوں کو اس سے خیر کے سوا کوئی (شر) نہ پہنچے۔ (درمنثور)

حق تعالیٰ شانہٗ کے اس پاک ارشاد کی تعمیل جس طرح حضورؐ نے اپنے وصال تک کر کے دکھا دی۔ وہ حضورؐ کی سیرت پر نظر رکھنے والوں سے مخفی نہیں اور پھر جتنے جتنے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے انعامات زیادہ ہوتے تھے۔ اتنا ہی حضورؐ کی طرف سے انہماک زیادہ ہوتا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورہ فتح نازل ہوئی تو حضورؐ نے عبادت میں اور بھی زیادہ کوشش شروع کر دی کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ اس آیت شریفہ میں تو آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں سب ہی معاف کر دی گئیں۔ پھر اتنی مشقت حضورؐ برداشت کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب سورہ فتح نازل ہوئی تو حضورؐ نے اتنی طویل نماز کر دی کہ پاؤں پر ورم آ گیا۔ اور عبادت میں اتنی کثرت کر دی کہ سوکھ کر پرانی مشک کی طرح سے ہو گئے اور جب وہ عرض کیا گیا جو اوپر گزرا۔ تو حضورؐ نے وہی جواب ارشاد فرمایا۔ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ عبادت میں اتنی زیادہ کوشش فرماتے تھے۔ کہ پرانی مشک کی طرح سے بالکل سوکھ گئے تھے۔ اس کے بعد پھر وہی سوال و جواب ذکر فرمایا۔

حضرت جحیفہؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ اتنی لمبی نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں مبارک پھٹ گئے تھے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ اتنی دیر تک نماز میں کھڑے رہتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ گیا تھا۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث میں کثرت سے اس قسم کے مضمون نقل کئے گئے اور ان میں سے اکثر میں لوگوں کی طرف سے یہی درخواست کہ حضورؐ کے لئے تو معافی کا قطعی ارشاد قرآن پاک میں آ چکا ہے اور حضورؐ کا یہی جواب۔ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (درمنثور)

کیا ہم لوگ بھی کبھی اس چیز کو سوچ لیتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا فلاں خصوصی انعام ہوا ہے۔ اس کے شکرانہ میں دو رکعت مختصر ہی پڑھ لیں۔ متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ جب حضورؐ کے پاس کہیں سے فتح کی خبر آتی یا کوئی خوشی کی بات سننے میں آتی۔ حضورؐ شکر کے لئے سجدہ میں گر جاتے اور ان سب احوال کے باوجود اللہ تعالیٰ شانہٗ سے خوف کا یہ حال تھا کہ بخاری شریف میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا۔ خدا کی قسم خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ قیامت میں میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا (مشکوٰۃ)

معلوم نہیں کا مطلب یہ ہے کہ تفصیلی حالات کا علم نہیں۔ با اختیار بادشاہ کو حق ہے کہ جو چاہے کرے۔

حضرت امّ درداؓ نے اپنے خاوند حضرت ابو درداؓ سے عرض کیا کہ آپ اس طرح مال کی تلاش اور جستجو کیوں نہیں کرتے۔ جس طرح فلاں شخص کرتے ہیں (آخر وہ بھی تو مال کماتے ہیں۔ تم کو اس کی فکر ہی نہیں) حضرت ابو درداؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ تمہارے آگے ایک بڑی دشوار گزار گھاٹی (میدان حشر) آنے والی ہے۔ اس میں سے بھاری بوجھ والے (جن کے ذمہ حساب کتاب کا بوجھ ہو سہولت سے) نہیں گزر سکتے۔ اس لئے میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس گھاٹی میں ہلکا رہوں (مشکوٰۃ) یعنی میرے ذمّہ حساب کا زیادہ بوجھ نہ ہو تاکہ میں ہلکا پھلکا اس میں سے گذر جاؤں۔

ان حضرات کو بہت ہی خوف اس کا رہتا تھا کہ قیامت میں کیا گزرے گی۔ اس لئے ہر وقت وہاں کی فکر اور تیاری میں مشغول رہتے تھے اور ہم کو ہر وقت دنیا کا فکر سوار رہتا ہے۔ اور اس گھاٹی کا خیال بھی نہیں آتا۔

حسان بن سنانؒ ایک جگہ جا رہے تھے راستہ میں ایک مکان نظر پڑ گیا جو پہلے سے وہاں نہ تھا۔ کہنے لگے یہ مکان کب بنا ہے۔ پھر اپنے نفس کو خطاب کر کے کہا۔ تو نے فضول بات کیوں پوچھی۔ تجھے اس سے کیا غرض تھی کہ یہ کب بنا۔ تجھے ایک سال روزے رکھنے کی سزا دوں گا۔ ایک سال تک روزے رکھے کہ فضول بات کیوں کی۔

مالک بن ضیغمؒ کہتے ہیں کہ حضرت رباح قیسیؒ ہمارے گھر عصر کے بعد آئے اور میرے والد کو پوچھنے لگے کہ کہاں ہیں۔ میں نے کہا سو رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ وقت کیا سونے کا ہے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے میں نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا کہ اگر آپ فرمائیں تو جگا دیں۔ وہ آدمی ان کے پیچھے گیا تو وہ اتنے میں ایک قبرستان میں داخل ہو چکے تھے اور وہاں اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے ہاں یہ کیا وقت سونے کا ہے۔ تجھے اس سے کیا مطلب تھا۔ آدمی جس وقت چاہے سوئے۔ تجھے کیا خبر تھی کہ یہ سونے کا وقت ہے یا نہیں ہے۔ مجھے بھی اللہ کی قسم کہ تجھے

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱۔ مورخہ ۳ر مئی سنہ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور " " " " T.B.C. ۲۷۳/۲۴۸۱۔ مورخہ ۷ر ستمبر سنہ۱۹۵۶ء

سال بھر تک زمین پر سونے کے لئے نہیں لٹاؤں گا۔ مگر یہ کہ تو بیمار ہو جائے یا تیری عقل جاتی رہے تو مجبوری ہے۔ تیرا ناس ہو تو کب تک لوگوں پر طعن کرتا رہیگا تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا۔ یہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ وہ قاصد یہ دیکھ کر واپس آ گیا اور اس کی ہمت نہ پڑی کہ ان سے کوئی بات کرے

حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک صحابی اپنے کپڑے اتار کر سخت گرم ریت میں لوٹ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ مزہ چکھ لے اور جہنم کی گرمی اس سے بہت زیادہ سخت ہوگی۔ رات کو مردا بنا (سوتا) رہتا ہے۔ دن کو بیکار پھرتا ہے وہ اسی حال میں تھے کہ حضورؐ نے ان کو دیکھ لیا۔ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ عرض کرنے لگے۔ حضورؐ میری طبیعت پر ایسا غلبہ اس کا ہوا کیا عرض کروں۔ حضورؐ نے فرمایا تمہیں اس کی ضرورت نہ تھی۔ تمہارے واسطے آسمان کے سب دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ جل شانہٗ تمہارے ساتھ اپنے فرشتوں سے فخر کر رہے ہیں۔ پھر حضورؐ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اپنے لئے ان سے توشہ لو۔ سب نے ان سے دعا کی درخواست کی۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ سب کے لئے دعا کرو۔

حضرت حذیفہ بن قتادہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک بزرگ سے پوچھا۔ کہ جب تمہارا نفس کسی چیز کو چاہے تو تم اس کی کیا صورت اختیار کرتے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ مجھے اپنے نفس سے جتنا بغض ہے۔ اتنا ساری دنیا میں کسی سے بھی نہیں۔ بھلا میں اس کی خواہش کو کیسے پورا کر سکتا ہوں۔ جس سے مجھے اس قدر نفرت ہو۔

حضرت مجمعؓ نے ایک مرتبہ کوٹھے کی طرف منہ اٹھایا تو ایک نامحرم عورت پر نگاہ پڑ گئی۔ انہوں نے عہد کر لیا کہ جب تک زندہ رہوں گا۔ کبھی سر اوپر نہیں اٹھاؤں گا۔

ان کے علاوہ بہت سے واقعات ان حضرات کے امام غزالیؒ نے نقل کئے ہیں جن میں ذرا سی معمولی بات بھی اگر ان سے صادر ہو جاتی تھی تو اپنے نفس کو سزا دیتے تھے اور یہ سب کیوں تھا۔ صرف اسی گھاٹی کے ڈر کی وجہ سے جس کا ابو درداؓ نے اپنی بیوی سے ذکر کیا اور ہم سب اس سے ایسے مطمئن ہیں۔ جیسا کہ وہ گھاٹی ان حضرات صحابہ کرامؓ ہی کے راستہ میں آئے گی ہم تو ہوائی جہاز میں سوار ہو کر اس پر سے گزر جائیں گے۔ ہم لوگ کس قدر اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں کہ بھول کر بھی اس گھاٹی کا خیال نہیں آتا۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔